ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

50

www.tanzeem.org

25 تا 31 دسمبر 2012ء / 11 تا 17 صفر المظفر 1434ھ

اس شمارے میں

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

مجاہدۂ نفس

اہل ایمان کی صفات

مغرب کا پسندیدہ اسلام

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

امیر تنظیم اسلامی کا پیغام رفقاء کے نام

جمہوریت یا خلافت؟

حکومت کی پانچ سالہ کارکردگی

اشاریہ مضامین ندائے خلافت 2012

اجتماعی خلافت

جب تک انسان کا سیاسی شعور گویا عہد طفولیت میں تھا اور انسان صرف بادشاہت یا شخصی حکومت ہی سے واقف تھا، خلافت اور امامت بھی شخصی ہی ہوتی تھی۔ لیکن جب نوع انسانی کا سیاسی شعور بلوغ کو پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے خلافت اور امامت کو بھی عوامی اور اجتماعی اداروں کی شکل دے دی۔ چنانچہ ایک جانب امامت الناس کی ذمہ داری مجموعی اعتبار سے امت مسلمہ کے حوالے کر دی گئی جسے امت وسط اور خیر امت کا خطاب دیا گیا اور دوسری طرف خلافت بھی عامۃ المسلمین کا حق قرار پائی جو اپنے میں سے کسی کو منتخب کر کے اسے خلافت کے منصب پر فائز کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی حیات دنیوی کے آخری موقع پر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مطلع کیا کہ کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھ بند ہوئی ہم فوری طور پر فلاں شخص کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لیں گے تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنے مضطرب ہوئے کہ فوری طور پر اجتماع عام منعقد کر کے عامۃ المسلمین کو ان لوگوں کے عزائم سے خبردار کرنے کا ارادہ فرمایا، تاہم حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کے مشورے پر آپؓ نے یہ ارادہ مدینہ منورہ واپسی تک کے لیے ملتوی کر دیا۔ چنانچہ مدینہ واپس پہنچنے پر آپؓ نے ایک عام اجتماع میں مفصل خطاب فرمایا، جس میں مسند احمد بن حنبلؒ کی روایت کی رو سے تو یہ الفاظ شامل تھے کہ ''جس شخص نے کسی امیر کی بیعت مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کر لی اس کی کوئی بیعت نہیں۔'' اور صحیح بخاری کی روایت کے مطابق الفاظ یہ ہیں: ''جس کسی نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی امیر کی بیعت کی تو نہ اس کی بیعت کی جائے گی نہ اس کی جس کی اس نے بیعت کی!''

ڈاکٹر اسرار احمدؒ
بانی تنظیم اسلامی

سورۃ یوسف

(آیات:65تا68)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا
وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ
مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ
اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ
يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

آیت ۶۵ ﴿وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ﴾ ”اور جب انہوں نے کھولا اپنا سامان تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی پونجی انہیں لوٹا دی گئی ہے۔“

﴿قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ﴾ ”وہ پکار اٹھے: ابا جان! ہمیں اور کیا چاہیے؟ یہ ہماری پونجی بھی ہمیں لوٹا دی گئی ہے۔“

﴿وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾﴾ ”(اب ہم جائیں گے) اور اپنے اہل وعیال کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لائیں گے۔ یہ (ایک اضافی) بوجھ (لانا تو اب) بہت آسان ہے۔“

آیت ۶۶ ﴿قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ﴾ ”یعقوبؑ نے فرمایا: میں اسے (واپس) ہرگز نہیں بھیجوں گا تمہارے ساتھ یہاں تک کہ تم میرے سامنے پختہ قسم کھاؤ اللہ کی کہ تم لازماً اسے لے کر آؤ گے میرے پاس سوائے اس کے کہ تم سب کو گھیرے میں لے لیا جائے۔“

ہاں اگر کوئی ایسی مصیبت آجائے کہ تم سب کے سب گھیر لیے جاؤ اور وہاں سے گلو خلاصی مشکل ہو جائے تو اور بات ہے مگر عام حالات میں تم لوگ اسے واپس میرے پاس لانے کے پابند ہو گے۔

﴿فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾﴾ ”پھر جب انہوں نے آپؑ کو اپنا پختہ قول وقرار دے دیا تو یعقوبؑ نے فرمایا کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر نگہبان ہے۔“

آیت ۶۷ ﴿وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ﴾ ”اور آپؑ نے کہا: اے میرے بیٹو! تم لوگ ایک دروازے سے (شہر میں) داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا۔“

حسد اور نظر بد وغیرہ کے اثرات سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ آپ تمام بھائی اکٹھے ایک دروازے سے شہر میں داخل ہونے کے بجائے مختلف دروازوں سے داخل ہوں۔

﴿وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ﴾ ”اور میں تم کو بچا نہیں سکتا اللہ (کے فیصلے) سے کچھ بھی۔“

میں اللہ کے کسی فیصلے کو تم لوگوں سے نہیں ٹال سکتا۔ اگر اللہ کی مشیت میں تم لوگوں کو کوئی گزند پہنچنا منظور ہے تو میں اُس کو روک نہیں سکتا۔ یہ صرف انسانی کوشش کی حد تک احتیاطی تدابیر ہیں جو ہم اختیار کر سکتے ہیں۔

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾﴾ ”اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے اُسی پر میں نے توکل کیا ہے اور تمام توکل کرنے والوں کو اُسی پر توکل کرنا چاہیے۔“

آیت ۶۸ ﴿وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ﴾ ”تو جب وہ داخل ہوئے جہاں سے انہیں حکم دیا تھا ان کے والد نے۔“

﴿مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ﴾ ”وہ (یعقوبؑ) بچانے والا نہیں تھا ان کو اللہ (کے فیصلے) سے کچھ بھی سوائے اس کے کہ یعقوبؑ کے دل میں ایک خیال تھا جو اُس نے اسے پورا کر لیا۔“

حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں ایک کھٹک تھی جسے دور کرنے کے لیے آپؑ نے یہ تدبیر اختیار کی کہ اپنے بیٹوں کو ہدایت کر دی کہ وہ ایک دروازے سے داخل ہونے کی بجائے مختلف دروازوں سے داخل ہوں، لیکن آپؑ کی یہ تدبیر اللہ کے کسی فیصلے پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی۔

﴿وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾﴾ ”اور یقیناً آپؑ صاحبِ علم تھے اُس علم کے اعتبار سے جو ہم نے آپؑ کو سکھایا تھا، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 تا 31 دسمبر 2012ء — جلد 21
11 تا 17 صفر المظفر 1434ھ — شمارہ 50

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں......

امریکی ریاست کینٹی کٹ کے ایک پرائمری سکول میں ایک بیس سالہ نوجوان ایڈم لینزا نے اندھا دھند فائرنگ کر کے 5 سال سے لے کر 10 سال تک کے چھوٹے 20 بچوں اور سکول کی پرنسپل سمیت 27 افراد کو ہلاک کر دیا۔ اس بہیمانہ کارروائی کے لیے گھر سے نکلنے سے پہلے اس نے اپنی ماں کو قتل کیا۔ یہ ایک اندوہناک واقعہ تھا لیکن گزشتہ 5 سال میں ایسی دہشت گردی کے کم از کم بیس واقعات امریکہ میں پیش آ چکے ہیں۔ 2007ء میں ورجینیا میں ہونے والے سانحہ میں بتیس (32) افراد مارے گئے تھے۔ پھر امریکی ریاست لاراڈو کے ایک سینما گھر میں ایک شخص کی فائرنگ سے بارہ (12) افراد ہلاک ہوئے۔ ایک سکھ گوردوارے میں فائرنگ سے 6 افراد کو ہلاک کیا گیا۔ امریکہ اس سانحہ پر سوگ میں ڈوب گیا۔ امریکی پرچم سرنگوں کر دیا گیا۔ امریکی صدر ٹیلی ویژن پر باقاعدہ روئے اور کہا کہ یہ ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔

اُمت محمدیہ میں بلاعذر شرعی کسی عام انسان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے، جرم عظیم ہے' چہ جائیکہ معصوم بچوں کا قتل عام کیا جائے۔ یہ انتہائی گھناؤنا اور مکروہ فعل ہے۔ فرعون ملعون کے جرائم کی طویل فہرست میں ایک جرم معصوم بچوں کا قتل عام بھی تھا۔ لہٰذا پورے امریکہ کا سوگ میں ڈوب جانا سمجھ آنے والی بات ہے۔ صدر امریکہ کا یہ کہنا کہ اسلحہ کی بہتات اور اس کے لیے لائسنس کا عام اجراء کے بارے میں سخت پالیسی بھی انتظامی اقدام ہیں جو یقیناً ہونے چاہئیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کا اصل مسئلہ اُس کی اپنی فرعونیت اور رعونت ہے یعنی عالمی سطح پر جو رویہ اور طرز عمل اُس نے اپنایا ہوا ہے وہ داخلی سطح پر اُس کے لئے مسائل پیدا کر رہا ہے اور سپر قوت کی حیثیت سے اُس کے زوال کا باعث بن رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرعون کو نہ صرف غرق کر کے ہلاک کیا بلکہ عبرت کے لئے اُس کی لاش کو بھی محفوظ کر لیا گیا۔ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ فرعون ہلاک ہوا لیکن فرعونیت دنیا میں آج بھی نظر آتی ہے، ہم امریکہ کے مقتدر طبقہ کی توجہ ایک تو اس طرف مبذول کروائیں گے کہ چھوٹی اور کمزور قوموں پر ظلم ڈھانے ان کے چھوٹے بڑوں پر آگ برسانے اور ان کی لاشوں کی بے حرمتی کرتے وقت یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ ایک سپریم قوت اس پوری کائنات کی بھی ہے۔ تمام دنیا کو تہس نہس کرنا سمندر کے پانی کو پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچا دینا اور بڑے بڑے ہیبت ناک پہاڑوں کو خس وخاشاک کی طرح اڑا دینا رب کائنات کے لیے اس سے کہیں زیادہ آسان ہے جتنا عام انسان کے لیے آنکھ جھپکنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات بات سمجھانے کے لیے ایسی مثالیں دی جاتی ہیں وگرنہ یہ کہ محدود کا لامحدود سے نسبت تناسب قائم کرنا سرے سے ہی غلط ہے۔ ویسے بھی خلاف قاعدہ ہے۔

اس سپریم قوت یعنی اللہ رب العزت کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں اور پنجابی کا ایک محاورہ ہے "ات خدا داویر" (یعنی جب برائی یا ظلم کی انتہا ہو جائے تو اللہ دشمن بن کر سامنے آتا ہے) یاد کریں، جب امریکہ نے ڈومہ ڈولا پر پہلا ڈرون حملہ کیا تو اسی (80) سے زائد چھوٹے معصوم بچے قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ پھر بعد ازاں ڈرون حملوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوا تو چھوٹے بڑے ہزاروں لوگ لقمۂ اجل بن گئے اور امریکہ رعونت اور حقارت کے ساتھ کہتا رہا کہ اتنے دہشت گرد مار دیے گئے ہیں۔ اسرائیل پھول جیسے فلسطینی بچوں کو شہید کرنے کی کبھی جرأت نہ کرے اگر اسے امریکہ کی پشت پناہی بلکہ اشیر باد حاصل نہ ہو۔ امریکہ بہادر کو معلوم ہونا چاہیے کہ آگ کا کام جلانا ہے جس کے گھر بھی لگے۔ اس تاریخی حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ دوسروں کے گھر جلاتے جلاتے اپنے دامن پر بھی چنگاری گر جاتی ہے۔ ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مغرب اور امریکہ نے مذہب کو جس طرح انسانی زندگی سے کاٹ کر پھینک دیا ہے۔

آخرت کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں۔ آزادی کے نعرے نے انسان کو ہر شے سے آزاد کر دیا ہے، یہاں تک کہ کپڑے اتار کر ننگ دھڑنگ پھرنا بھی آزادی کی ایک قسم ہے۔ شادی کے بغیر living together کا رواج عام ہو گیا ہے۔ منشیات کا استعمال عام ہے۔ طلاقوں کی بھرمار ہے۔ پُرتشدد فلمیں، وڈیو گیمز اور ٹی وی شوز لوگوں کو ذہنی طور پر بُری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ جنسی بے راہ روی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ماں بیٹا اور باپ بیٹی جیسے مقدس رشتے بری طرح پامال ہو رہے ہیں۔ سرمایہ داری نظام کی ناکامی نے بھی امریکہ اور اہلِ یورپ کو انتہائی خوفناک طور پر متاثر کیا ہے۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے، جس سے سارا اقتصادی نظام ہی تلپٹ ہوتا نظر آ رہا ہے۔ لاکھوں انسانوں کا پُرجوش طریقے سے occupy wallstreet تحریک میں حصہ لینا اس نظام کی بدترین ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان تمام حالات نے مغرب اور امریکہ کے لوگوں کے لیے معاشی اور معاشرتی مسائل پیدا کر دیے ہیں، جس نے لوگوں کو ذہنی و نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ وہ ساری دنیا کو اپنا دشمن سمجھنے لگتے ہیں۔ وہ اپنے سے بھی نفرت کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ ان کا ذہنی سکون اور دل کا چین مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر میں تباہ ہو گیا ہوں تو دنیا میں کوئی باقی نہ بچے، میں ساری دنیا کو مار دوں۔

اندازہ کیجیے، اس نوجوان کی ذہنی کیفیت کا جس نے سب سے پہلے اپنی ماں کو مارا۔ پھر معصوم اور ننھے ننھے بچوں کا قتل عام کرنے چل پڑا۔ ماں سے تو بگڑے ہوئے نوجوان کا کوئی جھگڑا ہو سکتا ہے، ان معصوم بچوں سے جنہیں اس نے شاید پہلے کبھی دیکھا بھی نہ ہو، اس کا کیا جھگڑا ہو سکتا ہے۔ یہ سیدھا سادا معاملہ ہے اس ماحول کا، اس تہذیب کا، اس سوسائٹی کا جہاں حصولِ دنیا کی خواہش نے انسان سے سب کچھ یہاں تک کہ خدا بھی چھین لیا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم مشرق کے لوگوں خصوصاً مسلمانوں میں ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جس نے ان ممالک کو اس تہذیب کو اس سوسائٹی کو اپنے لیے آئیڈیل بنایا ہوا ہے۔ مہذب دنیا اور مہذب سوسائٹی کہتے کہتے ان کی زبانیں سوکھتی ہیں۔ ان کی نقالی بڑے فخر سے کی جاتی ہے جبکہ ہم علامہ اقبال کے اس موقف سے صدفی صد اتفاق کرتے ہیں کہ ؎

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

ہمارے لیے اہم بات یہ ہے کہ ہم کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیں گے؟ بے قابو خواہشات کی تکمیل کا راستہ، روحانی تقاضوں کو کچلنے والا طرزِ عمل اور طرزِ زندگی یا ہم اللہ کا قرب حاصل کرنے کے خواہاں ہوں گے، اور آخرت کے طالب ہوں گے اور دنیا میں نظامِ عدلِ اجتماعی قائم کرنے کی جدوجہد کریں گے۔ یاد رکھیے، امریکہ اور مغرب کو آئیڈیل بنائیں گے تو اس کا انجام کچھ اس طرح ہے کہ یہ تہذیب آپ اپنے خنجر سے خودکشی کرنے جا رہی ہے۔ ہماری عافیت اس میں ہے کہ زبان لا الٰہ الا اللہ کہے اور قلب و ذہن اس کی مکمل توثیق کرے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی دل و جان سے پیروی کریں۔ باطل سے ٹکرانے اور حق پر جان نثار کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ اللہ کے دامن کو تھام لیں، دنیا ہمارے آگے سرنگوں ہو گی اور جنت ہماری منتظر ہو گی۔ تہذیبِ نو کے نونہالوں کی طرح موت نہیں بانٹیں گے بلکہ امن، سکون اور سلامتی کے سوداگر بنیں گے۔

بیابہ مجلس اسرار

مخالفت ومجاہدۂ نفس بذریعہ عبادات

بالخصوص قیام اللّیل وتہجد

''اسلامی انقلابی تربیت کا دوسرا عنصر نفس کی مخالفت ہے۔ یہ نفس جسے ہم ID یا LIBIDO بھی کہہ سکتے ہیں، جس کے لیے قرآن کی اصطلاح ''نفسِ امارہ'' ہے، یہی راستہ کی رکاوٹ بنتا ہے۔ دنیا کی محبت، مال کی محبت اور دیگر خواہشاتِ نفس آدمی کا راستہ روکتے ہیں، بقول جگر ؎

تپتی راہیں مجھ کو پکاریں　　دامن پکڑے چھاؤں گھنیری

انسان کو عافیت اور عیش و آرام درکار ہے، وہ دولت چاہتا ہے، شہرت چاہتا ہے۔ اور حُبِ جاہ، حُبِ دنیا، علائقِ دنیوی اور ساز و سامانِ دنیا کی محبت ہی تو بندۂ مومن کے راستے کی اصل رکاوٹ ہے۔ ان کو جمع کر لیں تو یہ ہے نفس...... اس نفس کی مخالفت تربیتِ محمدیؐ کا اہم حصہ ہے...... اس کے لیے ہمارے دین میں عبادات کا نظام رکھا گیا ہے، جنہیں اب ہم نے رسوم (Rituals) بنا لیا ہے۔ سورۂ طٰہٰ میں ارشادِ ربانی ہے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ﴾ ''نماز قائم کرو میری یاد کے لیے''۔ انسان اپنی دُنیوی مصروفیات کے دوران دن میں پانچ مرتبہ نکلے تاکہ بار بار سے اسے یاد دہانی حاصل ہو کہ وہ کسی کا بندہ اور غلام ہے، وہ مختارِ کُل نہیں ہے، اسے اپنے روزمرہ کے معمولات بھی اسی اللہ کے احکام کے مطابق انجام دینے ہیں، جس کی یاد دہانی کے لیے وہ دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرتا ہے۔ روزہ رکھنے کی غایت یہ ہے کہ نفس کے اندر جو تقاضے ہیں، زبان جو چٹخارے مانگتی ہے، شہوت کا جو تقاضا ہے، روزہ کے ذریعہ ان کا مقابلہ کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ((اَلصَّوۡمُ جُنَّۃٌ)) نفس کے حملوں سے روکنے والی چیز تمہارے پاس روزہ کی ڈھال ہے۔

......نفس کی مخالفت کا تیسرا پروگرام جو تربیتِ محمدیؐ کا اہم ترین نکتہ ہے، وہ ہے رات کو جاگنا۔ نیند بھی انسان کے نفس کا بہت بڑا تقاضا ہے۔ جہاں پیٹ کا بھرنا نفس کا تقاضا ہے، زبان چٹخارا نفس کا تقاضا ہے، شہوت کا جذبہ نفس کا تقاضا ہے، وہاں نیند، آرام، استراحت بھی نفس کا ایک زوردار تقاضا ہے......لہٰذا نفس کی مخالفت میں سب سے زیادہ انسان کی قوتِ ارادی کو مضبوط کرنے والی شے یہی ہے۔ سورۃ المزمل میں فرمایا گیا: ﴿اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا﴾ یعنی نفس کی کچلنے نفس کی قوت کو توڑنے اور قابو میں رکھنے کے لیے سب سے مؤثر شے رات کا جاگنا ہے۔ یعنی قیام اللّیل۔ اور اس میں کیا کیجیے: ﴿وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا﴾ اس قرآن کے انوار کو اپنی روح میں جذب کرنے کے لیے اسے ٹھہر ٹھہر، رک رک کر پڑھنا ہے، جیسے کہ ہتھوڑے کی چوٹ پڑتی ہے۔ ایک بار کی چوٹ سے بات نہیں بنتی بلکہ بار بار کی چوٹ مقصد کو پورا کرتی ہے۔ سورۃ الفرقان میں فرمایا: ''اسی طرح اُتارا، تاکہ ہم اس کے ذریعے سے آپ کے دل کو ثبات عطا فرمائیں، لہٰذا پڑھ سنایا ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر''۔ اس انداز سے قرآن کی تلاوت قلب کو ثبات بخشنے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ یہ حکم اور یہ کام صرف حضور ﷺ کے لیے نہیں تھا، بلکہ حضور ﷺ کے ساتھی آپ کی جو جماعت تیار ہو رہی تھی اُس کے لیے بھی تھا۔''

اہل ایمان کے بنیادی اوصاف

سورۃ مومنون کی ابتدائی آیات کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید صاحب کے 14 دسمبر 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! میں نے آپ کے سامنے سورۃ المومنون کی ابتدائی 11 آیات کی تلاوت کی ہے۔ یہ قرآن حکیم کا بڑا عظیم مقام ہے۔ ان آیات پر قدرے تفصیلی گفتگو سے پہلے دو باتیں ذہن میں بٹھا لیجیے۔ پہلی بات یہ ہے کہ قرآن حکیم کا یہ اسلوب ہے کہ انتہائی اہم مضامین کم از کم دو مقامات پر ضرور آتے ہیں۔ چنانچہ اسی مضمون کی حامل آیات سورۃ المعارج میں بھی آئی ہیں۔ اِن دونوں مقامات کے مطالعے سے وہ بنیادی اصول واضح ہو جاتے ہیں جن پر قرآن کے انسانِ مطلوب کی ذاتی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر اِن آیات میں بندۂ مومن کی شخصیت کے نمایاں خدوخال اور اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے، فرد معاشرے کی ایک اکائی ہے۔ اگر یہ اکائی مضبوط ہوگی، فرد کی سیرت و کردار پختہ ہوگا تو معاشرے کے اندر بھی حسن ہو گا۔ پھر یہ کہ بہت اہم شے جو ان بنیادی اکائیوں کو جوڑنے والی ہے وہ دو مسلمانوں کے درمیان محبت اور ایک دوسرے کے لیے ہمدردی اور ایثار و قربانی کا جذبہ ہے۔ یہ اگر موجود نہیں ہے تو مسلمان معاشرہ مضبوط نہیں ہوگا۔ دوسری نہایت اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا جب تک کہ افرادِ قوم بحیثیت مجموعی اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کریں۔ یہ اللہ کی سنت ہے۔ چنانچہ اسلام ہر فرد سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت سازی کرے۔ اسی کے نتیجے میں وہ مسلم معاشرہ پیدا ہوگا جو سب قوموں پر غالب و برتر ہوگا۔ قرآن حکیم میں واضح طور پر کہا گیا ہے ”اگر تم میں ایمان ہوگا (یعنی تم مومنانہ اوصاف سے متصف ہوئے) تو لازماً سربلند ہو گے۔“ اس سے یہ نتیجہ بھی نکالا جاسکتا ہے کہ آج اگر اسلام یا مسلمانوں کو سربلندی حاصل نہیں ہے تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم مومنانہ صفات سے محروم ہیں۔ قرآن حکیم کے مطابق جو اوصاف مومنوں میں پیدا ہونے چاہئیں وہ ہم میں موجود نہیں ہیں۔

اب آیئے، ان آیات کے مطالعہ کی طرف! فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (1)﴾

”بیشک ایمان والے کامیاب ہوگئے۔“

فَلَحَ یَفْلَحُ کے معانی ہیں کسی شے کو پھاڑنا (اور اُس سے کسی اور شے کو برآمد کر لینا)۔ عربی زبان میں کسان کے لیے بھی فلاح کا لفظ آتا ہے۔ ظاہر ہے، کسان بھی اپنے ہل کی نوک سے دھرتی کا سینہ چیرتا ہے اور اس کے بعد اُس میں بیج ڈالتا ہے، اور پھر منتظر رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارانِ رحمت نازل ہو اور اس کی فصل لہلہا اٹھے۔ آدمی کے لئے اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ فلاح اُسی مسلمان کو ملے گی جو اپنی شخصیت کو سنوارنے اور کردار سازی کے لیے بھرپور محنت کرے گا۔ اسی کے نتیجے میں وہ فلاح تک پہنچے گا۔ پس فلاحِ اُخروی کے لیے ہمیں بھرپور محنت کرنی ہوگی۔ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جس طرح ایک کسان کھیت میں ہل چلاتا، بیج ڈالتا ہے، اس کے بعد ہی وہ اس سے اناج حاصل کرتا ہے، اسی طرح ہمیں بھی اس دنیا میں نیکیوں اور بھلائیوں کی تخم ریزی کرنی ہوگی، تب ہی آخرت میں اچھا پھل حاصل کر سکیں گے۔ اگلی آیات میں اُن اوصاف کا ذکر کیا گیا جو ہر مسلمان کی شخصیت میں ہونے چاہئیں۔ فرمایا:

﴿الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (2)﴾

”جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔“

بندۂ مومن کی ذاتی شخصیت اور انفرادی سیرت کی اساسِ اولین جو اُس کی اساسی صفت کی حیثیت رکھتی ہے وہ نماز ہے۔ نماز خالق و مخلوق کے درمیان مضبوط ترین رابطہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو یوں گمان کرے کہ اس نے اپنا سر اپنے خالق کے قدموں میں رکھ دیا ہے۔ یہی وہ شے ہے جسے ہم باطنی خشوع کہتے ہیں۔ یہاں نماز کے اسی باطنی پہلو کا ذکر ہے کہ مومن وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں۔ نماز میں آدمی کو حضوری کا احساس ہونا چاہیے۔ کچھ چیزیں تو وہ ہیں جو نماز کے ظاہر سے متعلق ہیں۔ مثلاً نمازی کا جسم اور کپڑے صاف ہونے چاہئیں۔ نماز کی جگہ پاک ہونی چاہیے۔ لیکن اصل شے جو مطلوب ہے وہ حضوری کا احساس ہے۔ اگر یہ بات سامنے نہ ہو تو بہت سے لوگوں (بالخصوص منکرین حدیث) کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی کہ ایک آدمی کو اِس کی گوناگوں مصروفیات سے نکال کر دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں لا کھڑا کیوں کیا جارہا ہے۔ یہ حضوری قلب نماز کا باطن ہے۔ نماز میں خشوع کی کیفیت ہو گی تب ہی آدمی گناہوں سے بچ سکے گا۔ نماز منکرات اور گناہوں سے روکتی ہے۔ اگر ایک آدمی نمازی ہے، مگر اُس کی زندگی میں گناہ اور منکرات بھی موجود ہیں تو اس کے معانی یہ ہوئے کہ نماز تو وہ پڑھ رہا ہے لیکن اُس کی نماز میں خشوع کی کیفیت موجود نہیں ہے جس کے نتیجے میں انسان

کے ایمانی جذبات کو جلا ملتی ہے۔

آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (3)﴾

"اور جو لغو (بے ہودہ) باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں۔"

"لغو" عربی زبان میں ایسی شے یا عمل کو کہتے ہیں جس سے نہ دنیا میں کوئی فائدہ حاصل ہو اور نہ آخرت میں۔ مثلاً کوئی ایسا مشغلہ جو صرف وقت گزاری کے لئے اختیار کیا جائے۔ آپ کے ہاتھ میں ریموٹ ہے اور چینل پر چینل تبدیل کئے جا رہے ہیں اور اسی کیفیت میں دو ڈھائی گھنٹے بسر ہو جاتے ہیں۔ کہیں شطرنج کی بازی لگی ہوئی ہے جس میں 4 گھنٹے گزر گئے، وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔ انسان اگر غور کرے تو اس کا سب سے بڑا سرمایہ وقت ہے۔ اس کو گنوا دینا سخت خسارے کی بات ہے۔ مومن کی زندگی میں تو وقت کی بے حد اہمیت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ اُسے زندگی کے انہی ماہ و سال میں اپنی آخرت سنوارنے کی جدوجہد کرنی ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ کبھی کسی لغو کام میں ملوث نہیں ہوتا۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (4)﴾

"اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔"

"زکوٰۃ" کا لفظ قابل غور ہے۔ یہاں اس سے مراد تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے حصول کے لئے انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ و خیرات ہے۔ کیونکہ سورۃ مومنون مکی سورت ہے اور اس وقت تک زکوٰۃ کا نظام (جو ہمارے دین نے دیا ہے) نافذ نہیں ہوا تھا۔ "زکوٰۃ" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ زک ی ہے۔ یہ انسان کو پاک کرتی ہے، اُس کا تزکیہ کرتی ہے۔ زکوٰۃ اور تزکیہ کو ایک مالی کے عمل سے سمجھا جا سکتا ہے۔ آپ کسی مالی کا تصور کیجئے جس نے کوئی باغ لگایا ہو، چند پودے لگائے ہوں۔ مالی اس غرض سے کہ یہ پودے پروان چڑھیں اور ان کی صحیح نشو و نما ہو، اُن پودوں کے اردگرد خود رو پودوں اور گھاس کو نکال دیتا ہے۔ یہ عمل تزکیہ ہے۔ انسان کی شخصیت میں بھی کئی طرح کی نجاستیں ہیں، جن میں سے ایک مال کی محبت ہے، جو انسان کی سیرت و کردار کی نشو و نما میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ اس رکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں "زکوٰۃ" کا لفظ بالعموم ایتائے زکوٰۃ کے حوالے سے آتا ہے۔ یہ منفرد مقام ہے کہ اس میں زکوٰۃ کے ساتھ "فاعلون" کا لفظ آیا ہے۔ "لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ" کے

پریس ریلیز — حافظ عاکف سعید

پیمرا ملکی و غیر ملکی فحش اور حیا باختہ ڈراموں کی نمائش پر فی الفور پابندی لگائے

پیمرا کو ملکی و غیر ملکی فحش اور حیا باختہ ڈراموں کی نمائش پر پابندی لگانی چاہیے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستانی ناظرین نے بھارتی چینلز پر پابندی کے فیصلے پر سکھ کا سانس لیا تھا، لیکن اب پاکستانی چینلز پر بھی ایسے غیر ملکی ڈرامے اُردو ڈبنگ کر کے دکھائے جا رہے ہیں، جن میں غیر اخلاقی موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ پاکستان جیسے اسلامی نظریاتی ملک میں ان ڈراموں کی نمائش خلاف اسلام اور آئین و قانون کے منافی ہے۔ پاکستانی آئین اور پیمرا قوانین میں ایسی اقدار کو پروموٹ کرنے کی اجازت نہیں جو اسلام اور نظریہ پاکستان سے متصادم ہوں۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ بعض دانشوروں کا ترکی ڈراموں کے حوالے سے یہ استدلال ناقابل فہم ہے کہ یہ ایک مسلمان ملک کی پروڈکشنز ہیں اور دیگر عرب ممالک میں بھی ڈبنگ کر کے دکھائے جا چکے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ پاکستان آج اندرونی اور بیرونی سازشوں کے نتیجے میں تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے، ایسے وقت میں اللہ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے فحش اور غیر اخلاقی ڈراموں کی نمائش انتہائی غیر ذمہ دارانہ طرزِ عمل ہے۔ حافظ عاکف سعید نے مطالبہ کیا کہ پیمرا اور متعلقہ اداروں کو ان غیر اخلاقی ڈراموں کی سختی سے نوٹس لیتے ہوئے ان کی نمائش پر فوراً پابندی لگانی چاہیے وگرنہ دین و مذہب اور آئین و قانون سے غداری پر تاریخ انھیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ (17 دسمبر 2012ء)

ائمہ کرام خطاب جمعہ میں برما کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو موضوع گفتگو بنائیں

ملی یکجہتی کونسل کے نائب صدر حافظ عاکف سعید نے کہا ہے کہ برما میں مسلم کشی پر اقوام متحدہ اور عالم اسلام کی خاموشی قابلِ مذمت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ برما میں اب تک ہزاروں بے گناہ مسلمان قتل کیے جا چکے ہیں، بے شمار افراد لاپتہ ہیں اور سینکڑوں مسلمانوں کے گھر جلائے جا چکے ہیں۔ جبکہ ہزاروں مسلمان مرد، خواتین اور بچے بنگلہ دیش اور دیگر سرحدی ممالک کے کیمپوں میں محصور ہیں جہاں اُن کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ مقامی پولیس اور حکومت شرپسندوں کی پشت پناہی کرتے ہوئے کارروائی بھی انہی مظلوم مسلمانوں کے خلاف کر رہی ہے۔ اُنھوں نے ائمہ کرام اور خطباء مساجد سے اپیل کی کہ وہ اپنے آئندہ خطاب جمعہ میں عوام الناس کو برما میں ہونے والے ان مظالم سے آگاہ کریں اور عالم اسلام کے سربراہوں کو جھنجھوڑیں کہ وہ کسی عالمی قوت کی ناراضی کی پرواہ کیے بغیر اس ظلم کو روکنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ نیز علماء کرام برمی حکومت اور اقوامِ متحدہ سے اس ظلم کے خاتمہ اور بچ رہنے والے مظلوم پناہ گزین مسلمانوں کی دادرسی کا مطالبہ کریں۔ (20 دسمبر 2012ء)

اسلام کے عالمی غلبہ سے پہلے قیامت قائم نہیں ہوسکتی

اسلام کے عالمی غلبہ سے پہلے قیامت قائم نہیں ہوسکتی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ قیامت سے پہلے اسلام کے عالمی غلبہ کی پیش گوئی کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ سید المرسلین نبی اکرم ﷺ کی ہے جن کے امین اور صادق ہونے کی گواہی اُن کے دشمن بھی دیتے ہیں لیکن آپؐ ہی کا بنی نوع انسان کو یہ پیغام بھی ہے کہ ہر شخص کی اپنی قیامت بھی ہے۔ یعنی موت ہر لمحہ اُس کے سر پر کھڑی ہے اس لئے کہ جو شخص وفات پا گیا اُس کی قیامت تو برپا ہوگئی۔ اب وہ اپنے اعمال کی درستگی یا اُس میں بہتری خود اپنی کوششوں سے نہیں لاسکتا اس لئے کہ اُس کی زندگی کا حساب کتاب بند کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے سر پر کھڑی قیامت یعنی موت کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی گزارے وہ اس مہلت عمر کو غنیمت سمجھے اور اللہ و رسول کی طرف سے عائد کردہ فرائض دلی آمادگی کے ساتھ ادا کرے اور اُن کی معصیت سے بچنے کی شعوری کوشش کرے۔ اُنھوں نے قیامت کے حوالہ سے مایہ کیلنڈر کی دی ہوئی 21 دسمبر کی تاریخ کو یاوہ گوئی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات پر قائم ہونے والی قیامت کا وقت کسی نبی اور رسول کو بھی نہیں بتایا لہٰذا اس حوالہ سے پھیلائی جانے والی باتیں محض جھوٹ اور شرانگیزی ہے۔ ہمیں اللہ کے حضور حاضر ہونے اور جواب دہی کے لئے ہر لمحہ تیار رہنا چاہیے۔ (21 دسمبر 2012ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

الفاظ سے انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ وخیرات کے عمل کے دوام اور تسلسل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ انسان اپنے باطن کی پاکیزگی اور باطنی نجاستوں کو دور کرنے کے لئے راہ خدا میں تسلسل کے ساتھ اپنا مال خرچ کرتا رہے۔ ہر دم چوکنا رہے کہ وہ نجاستیں جنہیں دلوں کے امراض بھی کہا جاتا ہے، (جیسے بغض، عداوت، کینہ، نفرت، اور حب جاہ وغیرہ) اُس کی شخصیت اور مزاج کا حصہ نہ بننے پائیں۔ اِس لئے کہ ان نجاستوں سے اُس کی روحانی ترقی کا سفر رک جائے گا۔

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (5) اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ (6) فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (7) ﴾

”اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جوان کے ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے مباشرت کرنے سے) انہیں ملامت نہیں، اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں۔“

انسان کی شخصیت کے اندر دو جذبات ایسے ہیں جو نہایت قوی ہیں۔ ایک بہت قوی جذبہ بھوک ہے۔ انسان کا پیٹ کھانے کو مانگتا ہے۔ پیٹ کے تقاضے کی گھمبیرتا کا احساس آپ کو تب ہوگا جب کہ نبی اکرم ﷺ کا وہ قول آپ کے سامنے ہو جس میں آپؐ نے فرمایا کہ مفلسی انسان کو کفر سے قریب کر سکتی ہے۔ بھوک کا یہ جذبہ سب سے Potent جذبہ ہے۔ جب آدمی اِس جذبہ سے مغلوب ہو جائے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتا کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے، بلکہ جیسے بھی بن پاتا ہے، پیٹ کی آگ بجھاتا ہے۔ انسان میں دوسرا بڑا طاقتور جذبہ جنسی جذبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بقائے نسل کے لئے نہ صرف ہر انسان میں بلکہ حیوانوں میں بھی یہ جذبہ رکھا ہے۔ لیکن انسان جو اشرف المخلوقات ہے کے لئے اس جذبہ کی تسکین کے لیے ایک راستہ متعین کر دیا گیا ہے، جس سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں۔ جس طرح ہمیں کل وشرب کی اجازت بھی حلال کی شرط کے ساتھ دی گئی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنسی جذبہ کی تسکین کے لئے بھی یہ شرط لگائی ہے کہ اس کے لئے جائز راستہ اختیار کیا جائے اور اس سے کسی صورت انحراف نہ کیا جائے۔ جنسی جذبہ کی تسکین کے جائز راستے دو ہی ہیں۔ یعنی آدمی کی بیویاں اور باندیاں۔ ملکِ یمین (باندی) کا ادارہ آج کے دور میں موجود نہیں ہے، لیکن جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت یہ ادارہ موجود تھا۔ پس بیویوں اور باندیوں کے معاملے میں مومنوں پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ہی واضح کر دیا گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ ان دو راستوں کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرتا ہے تو اُس کا شمار حد سے نکلنے والوں میں ہوگا۔ جنسی جذبہ اللہ تعالیٰ نے بقائے نسل کے لیے پیدا کیا ہے، لیکن اس ضمن میں حد کو پار کرنے کی کسی کو بھی کی اجازت نہیں۔

اس کے بعد بین الانسانی معاملات کا ذکر ہے، جہاں انسان کی سیرت و کردار کی اصل پرکھ ہوتی ہے اور یہ پتہ چلتا ہے کہ آدمی کتنے پانی میں ہے۔ اس ضمن میں انسان کی پوری زندگی کے تمام معاملات کی درستی کے لئے انسان میں دو بنیادی اوصاف کی نشاندہی کی گئی ہے اور وہ ہیں امانت اور عہد کی پاسداری۔ فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (8) ﴾

”اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔“

انسان جتنا بھی غور کرے اُسے اس حقیقت کا پختہ یقین حاصل ہوتا جائے گا کہ انسانی معاملات کی درستی کا انحصار سیرت و کردار میں اِن دو بنیادوں کے قائم اور استوار ہونے پر ہے۔ اسی آسمانی ہدایت کی بہترین تشریح اُس حدیث میں آتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا ”جس شخص میں امانت داری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کی پاسداری نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں“۔

امانت کا تصور بہت وسیع ہے۔ اس سے مراد محض روپیہ پیسہ ہی کسی کے پاس بطور امانت رکھوا دینا ہی نہیں ہے، بلکہ وقت جس کا آپ معاوضہ لیتے ہیں بھی امانت ہے۔ اسی طرح ایک آدمی کے دوسرے پر جو حقوق ہیں وہ بھی بہت بڑی امانت ہے۔ وہ اُن کا امین ہے۔ جیسے والدین کے حقوق، بیوی پر خاوند کے اور خاوند پر بیوی کے حقوق وغیرہ۔ پس اہل ایمان وہ لوگ ہیں جو اپنی امانتوں کی نگہداشت کرتے، وعدوں کو پورا کرتے اور باہم معاہدوں کی پاسداری کرتے ہیں۔ بہر کیف یہ دو بنیادی اوصاف ہیں جو اگر افراد کی سیرت و کردار میں موجود ہوں گے تو اس سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔ امانت و دیانت جیسے بنیادی اوصاف ہر شخص میں موجود ہونے چاہئیں۔ اہل ایمان میں تو ان چیزوں کا ہونا اس لئے بھی ناگزیر ہے کہ یہ اُن کے ایمان کا تقاضا ہے۔ آج ذلت و رسوائی اگر ہمارا مقدر ہے تو ان بنیادی چیزوں کو چھوڑنے کی وجہ سے ہے۔ آج آپ افراد معاشرہ کا جائزہ لیں تو آپ کو جھوٹ، وعدہ خلافی اور خیانت عام نظر آئے گی۔ ہمارے ہاں جو نفسیاتی عوارض بڑھ رہے ہیں، اس کی بھی ایک وجہ بد دیانتی، وعدہ خلافی اور وقت کی عدم پابندی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (9)

”اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔“

ان آیات میں جن مومنانہ اوصاف کا ذکر ہے، اُن کے اول و آخر میں نماز کے ذکر سے اُن کا حصار کر لیا گیا ہے۔ شروع میں ذکر تھا کہ مومن نماز میں خشوع وخضوع کا مظاہر کرتے ہیں۔ اب آخر میں فرمایا کہ مومن اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو نماز میں ہے۔“ پس بندۂ مومن کے اوصاف اور اس کی شخصیت اور سیرت و کردار میں اول و آخر نماز ہے۔ افسوس کہ آج ہم سے نماز کے معاملہ میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے اور گزر جاتا ہے، مگر ہم اپنے دنیاوی جھنجٹوں میں مصروف رہتے ہیں۔ حالانکہ نماز سے غفلت نفاق کی علامت ہے اور یہ ہلاکت کا معاملہ ہے۔ سورۃ الماعون میں فرمایا گیا:

”ہلاکت ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں“۔

جو نمازوں کے معاملے میں غفلت اور سستی میں مبتلا ہیں۔ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا نجات کا ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات اشخاص کو اپنے عرش کے سائے تلے جگہ عطا فرمائے گا، جس دن کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس کا دل مسجد میں معلق رہا ہوگا۔

﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ (10) الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (11) ﴾

”یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں۔ (یعنی) جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے۔ (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

یعنی اوپر جن اوصاف کا ذکر ہوا ہے انہی کے حامل لوگ جنت کے وارث قرار پائیں گے اور اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان صفات سے متصف فرمائے۔ (آمین) [مرتب: ابو اکرام]

☆☆☆

مغرب کا پسندیدہ اسلام

انجینئر حافظ نوید احمد

قرونِ اولیٰ کے مسلمان کی زندگی پر نگاہ ڈالیں تو آپ کو یہ واضح تاثر ملے گا کہ اس کی سوچ، زندگی کے بارے میں اُس کا طرزِ عمل اور اُس کی بود و باش اس بات پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے کہ اسلام ایک ناقابلِ تقسیم وحدت ہے۔ تصوارت اور عمل میں تفاوت نظر نہیں آئے گا۔ اگرچہ وقت گزرنے کے ساتھ مسلمانوں میں حقیقی اسلام کے ساتھ ساتھ روایتی اسلام نے بھی جگہ بنالی اور آج وہ وقت بھی آ ہی گیا جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا کہ ''ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام کے نام کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا'' بقول اقبال۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

مسلمانوں کے دشمن خصوصاً مغرب کو حقیقی اسلام نہیں بلکہ روایتی اسلام پسند ہے۔ آیئے! ان دونوں میں فرق کو سمجھتے ہیں۔ حقیقی اسلام میں دو حقیقتوں کو اساسی اہمیت حاصل ہے۔ ایک قرآنِ حکیم اور دوسرا جہاد فی سبیل اللہ۔ اسلام کا آغاز ہوا غارِ حرا میں قرآنِ حکیم کے نزول سے۔ اس کتاب نے نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت قرار دیا دینِ اسلام کا غلبہ (سورۃ توبہ آیت 33)۔ آپ ﷺ نے غلبہ اسلام کے لیے ایک کٹھن جدو جہد کی اور محض 21 برس کے عرصہ میں غلبہ اسلام کا مشن مکمل کر لیا۔ اس مشن کے لیے آپ کی جدوجہد کا عنوان تھا: جہاد فی سبیل اللہ۔ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے آپ کی کاوشوں کا مرکز و محور قرآنِ مجید تھا۔ قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کے ذریعے ہی آپ نے غافلوں کو بیدار کیا، جو بیدار ہو گئے اُن کی تربیت و تزکیہ بھی قرآن ہی کے ذریعہ کیا۔ اُنہیں حکم دیا کہ راتوں کو اٹھ کر ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھیں اور اِسے اپنے اندر اتاریں۔ جوں جوں قرآن اندر اترا دلوں میں ایمان پختہ ہوتا چلا گیا۔ ایمان نے اُنہیں یکسر بدل کر رکھ دیا۔ اُن کی سوچ، نظریات، اقدار، ترجیحات، طرزِ عمل غرض سب کچھ ہی بدل گیا۔ وہ محبت الٰہی سے سرشار ہوئے اور صرف آخرت کے طلب گار بن گئے۔ اِس تبدیلی نے پہلے اُن کے باطن میں نفسانی خواہشات کے خلاف ایک تصادم پیدا کیا اور یہی جہاد فی سبیل اللہ کی پہلی منزل یعنی جہاد مع النفس ہے۔ پھر یہ تصادم خارج میں شرک، ظلم اور استحصال کے خلاف جہاد باللسان کی صورت میں ظاہر ہوا اور یہ جہاد فی سبیل اللہ کی دوسری منزل ہے۔ حکم دیا گیا کہ اے نبی ﷺ ان کافروں کے خلاف جہاد کیجیے، قرآن کے ذریعے بڑا جہاد (الفرقان آیت 52)۔ جب قرآن کے ذریعہ تبلیغ اور تزکیہ کی محنت سے اللہ والوں کی ایک منظم جماعت فراہم ہو گئی تو اب جہاد کی تیسری اور اعلیٰ ترین منزل یعنی قتال فی سبیل اللہ کا آغاز ہوا۔ سن 2 ہجری سے لے کر سن 8 ہجری تک یہ جہاد جاری رہا۔ آخر کار اللہ کے باغیوں اور سرکشوں کو شکست ہوئی اور اسلام غالب آ گیا۔ دورِ خلافت راشدہ میں بھی صحابہ کرامؓ پیغام قرآن اور جہاد کو زندہ رکھے ہوئے سرگرم عمل رہے اور اسلام کو زمین کے ایک بڑے حصہ پر غالب کر دیا۔

بدقسمتی سے رفتہ رفتہ جب خلافت ملوکیت میں بدل گئی تو مسلمان قرآن اور جہاد سے دور ہوتے چلے گئے۔ قرآن کے مقابلے میں زیادہ اہمیت فقہ کو دی جانے لگی۔ ایسا کرنا ایک مجبوری بھی تھی کیونکہ ریاست کا نظام چلانے کے لیے قانون اور فقہ کی ضرورت تھی۔ جہاد کا مقصد صرف ریاست کی سرحدوں کی حفاظت یا اُن میں توسیع ٹھہرا اور ظلم و منکرات کے خلاف جدوجہد سے اعراض برتا گیا۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں میں استحصال کرنے والی ایک تثلیث وجود میں آ گئی یعنی عیاش حکمران، درباری علماء سوء اور دنیادار پیر۔ اقبال نے اِس تثلیث کو ''کشتۂ ملائی و سلطانی و پیری'' کہا۔ ایک تابعی عبداللہ بن مبارکؒ نے اِس تثلیث کی مذمت اِن الفاظ میں کی۔

مَا اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْکُ
وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُھْبَانُھَا

(دین میں بگاڑ پیدا نہیں کیا مگر بادشاہوں، دنیادار علماء اور صوفیاء نے۔)

بادشاہوں نے بیت المال کو ذاتی جاگیر بنا کر عیاشیاں کیں اور بقول اقبال ''صوفی و ملا ملوکیت کے بندے'' بن گئے یعنی علماء سوء اور دنیا دار پیروں نے دربار سے مفادات حاصل کرنے کے لیے عوام کو حکمرانوں کے ساتھ وفاداری کا درس دیا۔ علم کے مراکز میں نصاب اس طرح سے مرتب کیا گیا تاکہ سرکاری مفتی، قاضی اور خطیب تیار ہو سکیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے لیے علماء حق کی تیاری مقصود نہ رہا۔ خانقاہوں میں تزکیہ نفس کے لیے قرآن سے استفادہ کے بجائے غیر مسنون ریاضتوں کو رواج دے دیا گیا۔ اقبال کو یہ کہنا پڑا کہ ''اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے نمناک''۔

البتہ ہر دور میں چند ایسے اللہ والے بھی موجود رہے جنہوں نے حقیقی اسلام کی دونوں حقیقتوں یعنی قرآن اور جہاد فی سبیل اللہ کی طرف مائل کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ یہ کوششیں کرنے والے سرفروش مجاہدین، علماء حق اور اللہ والے صوفیاء تھے۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ ان کوششوں کو شدید مشکلات اور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اور آخر کار مسلمان مغلوب ہو گئے۔ مغربی استعمار نے مسلمانوں پر غلبہ کے بعد اپنے خلاف بغاوت کے سد باب کے لیے اسلام کے قرآن اور جہاد سے تہی روایتی تصور کی خوب حوصلہ افزائی کی۔ قرآن اور جہاد سے مزید دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، یہاں تک کہ غلام احمد قادیانی ملعون کے ذریعے جہاد کو دورِ حاضر میں حرام قرار دے دیا۔ اسی بدبخت کا یہ شعر ہے۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

روایتی اسلام کے مبلغین کی حوصلہ افزائی کی گئی اور انہیں خوب سہولیات و مراعات سے نوازا گیا، تا کہ روایتی اسلام کی خوب نشر و اشاعت ہو اور مسلمان اِسی اسلام کو حقیقی اسلام سمجھنے لگیں۔ اقبال نے اِس سازش کو اپنی معرکہ آراء نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں بے نقاب کیا۔ اقبال کہتا ہے کہ ابلیس حقیقی اسلام کی طرف متوجہ ہونے سے روکنے کے لیے اپنے کارندوں کو ایک مسلمان کے بارے میں یہ ہدایت دیتا ہے کہ۔

مست رکھو ذکر و فکرِ صبحگاہی میں اِسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اِسے

اِسی لیے اقبال کہتا ہے۔

یہ معاملے ہیں نازک جو تری رضا ہو تو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریقِ خانقاہی

آج ہمیں ابلیس اور اُس کے ایجنٹوں کی سازش کامیاب نظر آتی ہے۔ مسلمان قرآن سے دور ہی نہیں ہوئے بلکہ ناقابل فہم عذرات تراش کر درسِ قرآن کے انعقاد سے روکتے ہیں۔ جہاد کا نام تک لینے کو تیار نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے تو وقت کے فرعونوں کے خلاف اپنی دعوت کا آغاز ہی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کے کلمہ سے کیا تھا جو اُس نظامِ باطل کے خلاف ایک باغیانہ کلمہ تھا لیکن آج لاکھوں کے اجتماعات میں بھی وقت کے فرعونوں کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھائی جاتی۔ قرآن کی توہین اور رسول اللہ ﷺ کی ناموس پر حملوں کے خلاف بے حمیتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش رہا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے اِس مجرمانہ روش کو مسلمانوں کی بڑی اکثریت حقیقی اسلام سمجھ رہی ہے۔ مغرب اس اسلام کی پذیرائی کر رہا ہے اور قرآن و جہاد سے نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ بار بار قرآن کی توہین کی جا رہی ہے اور جہاد کو دہشت گردی قرار دیا جا رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم مغرب کی سازشوں اور مسلمانوں میں اِس کے اثرات کو سمجھیں۔ پھر سے امت میں دین کے حقیقی تصور کو عام کیا جائے۔ دورِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہ ؓ سے رہنمائی لیتے ہوئے قرآن حکیم کی طرف رجوع کیا جائے اور گمراہ کن تصورات، ظلم، جبر اور استحصال کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کی سنت کو پھر سے تازہ کیا جائے۔

❁❁❁

مسلم ہیروز

حضرت سلمان فارسی ؓ

فرقان دانش

حضرت سلمان فارسی ؓ کا قبول اسلام سے پہلے کا نام ''مابہ'' تھا۔ والد کا نام ''بوذخشان'' تھا جو اصفہان (فارس) کے نواحی بستی ''جیؔ'' کا سردار تھا۔ بوذخشان دربار ایران میں بڑا رسوخ رکھتا تھا۔ وہ نہ صرف ایک بڑا زمیندار تھا بلکہ ایک بڑے آتش کدے کا بھی مہتمم تھا۔ اگرچہ مابہ کی پرورش بڑے لاڈ پیار سے ہوئی لیکن اس کے باوجود یہ بچہ بہت سادہ اور خاموش طبع تھا۔ مابہ اپنے ہم عمر لڑکوں میں کھیلنے کی بجائے ہر وقت آتش کدہ میں آگ جلانے میں مصروف رہتا۔ اس کی یہی کوشش ہوتی کہ آگ کبھی بجھنے نہ پائے۔

ایک دن والد نے مابہ کو کھیتوں میں کسی ضروری کام سے بھیجا۔ فرمانبردار بیٹا فوراً کھیتوں کی طرف چل پڑا۔ راستے میں ایک گرجا تھا جہاں عیسائی عبادت میں مصروف تھے۔ مابہ ان کا طریقہ عبادت دیکھ کر بہت متاثر ہوا، اور ان سے درخواست کی کہ وہ اسے اپنے مذہب میں داخل کر لیں۔ چنانچہ انہوں نے اس نوجوان کو بپتسمہ دے کر دین مسیحی میں داخل کر لیا۔ مابہ کے دل میں حق پانے کی آرزو بڑی شدید تھی۔ اس نے عیسائیوں سے پوچھا، دین عیسوی کا مرکز کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ان کا مرکز ملک شام میں ہے۔ غروب آفتاب کے بعد جب مابہ گھر پہنچا تو والد کو بتایا کہ وہ دن بھر ایک گرجا میں رہا ہے اور اسے ان کا مذہب بہت پسند آیا ہے۔ یہ سن کر والد بہت سیخ پا ہوا اور مابہ کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر گھر میں بند کر دیا۔ مابہ نہایت حوصلہ سے یہ تکلیف برداشت کرنے لگے۔ ایک دن موقع پا کر مابہ نے عیسائیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ شام جانے والا کوئی قافلہ ہو تو مجھے مطلع کرنا۔ کچھ دنوں بعد شام سے کچھ لوگ تجارت کی غرض سے ایران آئے تو مابہ نے کسی طریقہ سے بیڑیوں سے نجات حاصل کی اور قافلے کے ساتھ شام روانہ ہو گیا۔

شام پہنچ کر مابہ نے لوگوں سے وہاں کے سب سے بڑے مذہبی رہنما کا پتہ دریافت کیا اور اس کی خدمت میں پہنچ کر درخواست کی کہ مجھے اپنے دین کی تعلیمات سے سرفراز فرمائیں۔ وہ عیسائیوں کا لارڈ بشپ (پادریوں کا سردار) تھا، اس نے درخواست قبول کرتے ہوئے مابہ کو پاس رہنے کی اجازت دے دی۔ وہ پادری ایک ریاکار شخص تھا۔ ظاہری زندگی میں نہایت زاہد اور اندرون خانہ عیش و عشرت کا دلدادہ اور مال جمع کرنے کا شوقین تھا۔ کچھ عرصہ بعد وہ مر گیا تو مابہ نے اس کا کچا چٹھا لوگوں کے سامنے کھول دیا۔ لوگ سخت ناراض ہوئے، تاہم انہوں نے ایک عابد اور زاہد پادری کو اس کا جانشین مقرر کیا۔ مابہ دل و جان سے اس کی خدمت میں مصروف رہتا۔ پادری نے بھی حق کی تعلیم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ جب اس کا آخری وقت قریب آیا تو اس نے مابہ سے کہا کہ تم میرے بعد موصل چلے جانا وہاں فلاں شخص دین مسیحی کا سچا پیروکار ہے۔ مابہ موصل پہنچ کر اس شخص سے تحصیل علم میں مصروف ہو گیا۔ خدا کی قدرت کچھ عرصہ بعد اس کا آخری وقت بھی قریب آ گیا۔ اس نے مابہ کو وصیت کی کہ تم فلاں شخص کے پاس ''نصیبین'' چلے جانا۔ میرے علم کے مطابق وہی اس وقت دینِ حق پر کاربند ہے۔ جبکہ دوسرے لوگوں نے دین کو بدل ڈالا ہے۔

مابہ نے نصیبین پہنچ کر اس مردِ پاکباز کی صحبت سے فیض اٹھایا۔ جب اس شخص کی موت سر پر آئی تو مابہ کو اس نے بتایا کہ جس نور حق کی تمہیں تلاش ہے وہ ''عموریہ'' میں فلاں شخص کے پاس ملے گا۔ عموریہ پہنچ کر مابہ نے اس کی شاگردی اختیار کر لی۔ یہ ایک نہایت پرہیزگار شخص تھا۔ مابہ اس کی صحبت میں دین مسیحی کا سچا پیروکار بن گیا، اپنے استاد کی طرح وہ بھی دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ غذا کے حصول کے لئے اس نے کچھ بکریاں خرید لیں۔ جن کے دودھ سے وہ غذا حاصل کرتا۔ جب عموریہ کے اس لارڈ بشپ کا آخری وقت قریب آیا تو اس نے مابہ کو بلا کر کہا۔ ''اے حق کے متلاشی! اس وقت ساری دنیا کفر و شرک میں غرق ہے۔ دنیا میں مجھے کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کے پاس تجھے بھیجوں، البتہ اس نبی آخرالزماں کے ظہور کا وقت قریب ہے جو دین

حنیف کو زندہ کرے گا۔ وہ عرب میں اس زمین کی طرف ہجرت کرے گا جس پر کھجور کے درختوں کی کثرت ہوگی۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ کو اپنے لئے حرام سمجھے گا۔ اگر تم اس پاک نبی کا زمانہ پاؤ تو اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا۔"

ماہہ اس شخص کے کفن دفن سے فارغ ہو کر ہر وقت اس جستجو میں رہنے لگا کہ کسی طرح عرب کی سرزمین پر پہنچا جائے۔ آخر ایک دن اس کی دلی مراد پوری ہوئی۔ قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ عموریہ سے گزرا۔ ماہہ نے ان سے درخواست کی کہ اس کے مال مویشی اپنے قبضہ میں لے لو اور اسے ساتھ لے چلو۔ قافلہ والے رضا مند ہو گئے۔ جب قافلہ وادی القریٰ میں پہنچا تو ان کی نیت بدل گئی اور انہوں نے ماہہ کو غلام بنا کر ایک یہودی کے پاس بیچ دیا۔ ایک دن اس یہودی کا رشتہ دار ملنے آیا جو یثرب (مدینہ) کا رہنے والا تھا، اسے ایک غلام کی ضرورت تھی۔ یہودی نے ماہہ کو اس کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ یثرب پہنچ کر ماہہ نے جب کھجوروں کے جھنڈ دیکھے تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ وہی علاقہ ہے جس کا ذکر اُس راہب نے کیا تھا اور جہاں نبی آخر الزماں ﷺ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔

آخر وہ ساعت بھی آ گئی جس کا ماہہ کو انتظار تھا۔ ایک دن اسے پتہ چلا کہ قبا میں ایک شخص آیا ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ ماہہ نے فوراً وہاں جانا چاہا لیکن مالک نے اجازت نہ دی۔ کچھ دنوں بعد موقع ملا تو ماہہ کھانے کی کچھ چیزیں خرید کر بارگاہ رسالت میں پہنچا اور عرض کی، اے خدا کے برگزیدہ بندے، یہ چند اشیاء میں نے صدقہ کے لئے رکھی تھیں۔ آپ اور آپ کے ساتھی ہجرت کر کے آئے ہیں۔ آپ غریب الوطن ہیں، لہٰذا انہیں قبول فرمائیے۔" نبی اکرم ﷺ نے یہ چیزیں لے کر اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیں لیکن خود اس میں سے نہ لیا۔ ماہہ نے دل میں کہا کہ "ایک نشانی تو پوری ہوئی کہ آپؐ صدقہ خود استعمال نہیں کرتے۔" اگلے دن پھر کچھ خوراک لے کر ماہہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یہ ہدیہ ہے۔ آپؐ نے اس کا کچھ حصہ خود نوش فرمایا اور باقی صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ ماہہ کو یقین ہو گیا کہ یہی نبی آخر الزماںؐ ہیں۔ تاہم ابھی وہ مہر نبوت کو دیکھنے کا متمنی تھا۔ چند دنوں بعد ماہہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پشت اطہر کی جانب جا کر منتظر رہا کہ کسی وقت کپڑا ہٹے تو مہر نبوت کا نظارہ کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے ماہہ کی دلی کیفیت کو بھانپ لیا۔ آپؐ نے خود پشت مقدس سے کپڑا ہٹا دیا۔ ماہہ نے آگے بڑھ کر مہر نبوت کا بوسہ لیا اور بے اختیار رونے لگا۔ اس کے بعد ماہہ نے جستجوئے حق کے تمام مراحل ابتدا سے آخر تک بیان کیے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی داستان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی سنوائی۔ ماہہ مشرف بہ اسلام ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کا اسلامی نام سلمان رکھا اور اسی دن سے ماہہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نام سے پہچانے جانے لگے۔

سلمان رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ دن رات نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہیں لیکن یہودی کی غلامی کے باعث ایسا ممکن نہ تھا۔ اسی وجہ سے بدر و اُحد کے غزوات میں بھی شرکت نہ کر سکے۔

حضور اکرم ﷺ کو ان کی مجبوری کا علم تھا۔ ایک دن آپؐ نے فرمایا کہ سلمان تم اپنے آقا سے اپنی گلوخلاصی کے لئے معاوضہ ادا کرنے کی کوئی سبیل کرو۔ یہ سن کر اپنے آقا سے بات کی۔ اُس نے چالیس اوقیہ سونا اور تین سو پودے لگانے کا مطالبہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ کو جب اس بارے میں پتہ چلا تو آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "تم لوگ سلمان رضی اللہ عنہ کو غلامی سے رہائی میں مدد دو۔" صحابہؓ نے تین سو پودے جمع کر کے سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر یہودی کے باغ میں لگا دیے۔ چند دنوں بعد ایک معرکہ میں حضور ﷺ کو مال غنیمت ملا تو آپؐ نے چالیس اوقیہ سونا دے کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو آزاد کروا لیا۔ اس دن کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سفر و حضر اور جلوت و خلوت میں سرور کائنات کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ (جاری ہے)

☆☆☆

امیر تنظیم اسلامی کا پیغام
رفقاءِ تنظیم کے نام

رفیق محترم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وَفَّقَنِيَ اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى

سالانہ اجتماع کے پروگرام کے مطابق منعقد نہ ہونے کی وجوہات میں سے اکثر کا علم مقامی نظم کے ذریعے آپ کو ہو چکا ہوگا۔ تاہم میں اس حوالہ سے آپ سے ذاتی اور براہ راست رابطہ اپنا دینی اور تنظیمی فریضہ سمجھتا ہوں۔ رفیق محترم، اجتماع کے بروقت انعقاد کے لیے ہم نے طے شدہ پروگرام کے تحت اجتماع کے انعقاد سے دو ماہ قبل متعلقہ انتظامیہ کو تحریراً اجتماع کی تاریخوں سے مطلع کر دیا تھا اور اس حوالے سے انتظامیہ سے رابطوں اور Follow up کا کام جاری تھا۔ اجتماع کی تاریخوں کے تعین میں بھی ہم نے انتظامیہ کے مشوروں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دس محرم الحرام کے بعد کی تاریخوں کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر یہ کہ گزشتہ سال ہمارا اجتماع چونکہ بڑے منظم اور پُر امن طور پر منعقد ہو گیا تھا لہٰذا بظاہر انکار کی کوئی وجہ نہ تھی۔ لیکن ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب اجتماع سے صرف دس دن پہلے سرکاری طور پر تحریری انکار کا خط ہمیں موصول ہوا۔ گزشتہ سال کی طرح اس بار بھی مرکزی اسرہ کے رفقاء نے بیوروکریسی سے بار بار مذاکرات کے ذریعے ان کے تحفظات کو دور کرنے کی کوشش کی، مقامی سطح پر بھی بعض مخلص ساتھیوں نے سر توڑ کوشش کی لیکن انتظامیہ کا منفی رویہ منفی ہی رہا، مثبت نہ ہو سکا۔ بہر حال وہ اپنی اس ضد بازی اور منفی رویے پر اللہ کے ہاں جوابدہ ہوں گے، حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لیے اہم ترین اور بنیادی بات یہ ہے کہ "ماشاء اللّٰہ کان وما لم یشاء لم یکن" حاصل کلام یہ کہ اس کا انعقاد فی الوقت اللہ کی مشیت میں نہیں تھا۔ کسی اچھے یا بُرے کام کی انجام دہی میں انسان صرف ذریعہ بنتے ہیں۔ فیصلہ رب کریم کا ہوتا ہے، انسان محض بے نقاب ہوتے ہیں۔ انتظامیہ کا واحد عذر یہ تھا کہ وہ ماہِ محرم میں کسی دوسری تنظیم کے اجتماع کے انعقاد کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ میری مشاورتی ٹیم میں سے اکثر کی یہ پختہ رائے تھی کہ محرم کا بہانہ جھوٹ اور فریب پر مبنی ہے اور ان کا اصل مقصد ٹال مٹول اور بہانوں کے ذریعے ہمیں ذہنی اذیت دینا اور ہمارے سالانہ اجتماع کے انعقاد ہی کو ناممکن بنانا ہے۔ لہٰذا جیسے ہی ہمیں اعلیٰ انتظامیہ (ہوم سیکرٹری) نے اپنا یہ آخری فیصلہ سنایا کہ محرم بلکہ چہلم کے خاتمے یعنی 20 صفر تک آپ اجلاس نہیں کر سکتے، یا تو 20 صفر (یعنی دس جنوری) کے بعد کریں یا پھر آئندہ مارچ اپریل میں۔ ہم نے فوری مشاورت کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اللہ نے ہمیں ایک موقع دیا ہے، اسے ہاتھ سے نہ گنوایا جائے۔ اگر ہم نے مارچ تک مؤخر کیا تو اس دوران وہ نئے بہانے تراش لیں گے، لہٰذا ان پر حجت تمام کرنے کی خاطر ہم نے 20 صفر کے بعد یعنی 13، 14، 15 جنوری کو سالانہ اجتماع کے انعقاد کا فیصلہ کر کے انہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیا۔

رفیق محترم! معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے کہ جنوری کا مہینہ اجتماع کے لئے موزوں نہیں ہے، لیکن انتظامیہ کا رویہ واضح طور پر اس بات کی چغلی کھا رہا تھا کہ اگر ہم مارچ تک اسے مؤخر کرتے تو افسر شاہی اس دوران لازماً کوئی نیا عذر تراش لیتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ رب العزت نے ہمیں ہمہ پہلو (multiple) اجر کے حصول کا موقع عطا فرمایا ہے۔ جس رفیق کا 2 دسمبر کو اجتماع میں شرکت کا پختہ ارادہ تھا وہ اپنا ایک اجر تو پا چکا ہے۔ اور اب اس شدید سردی کے موسم میں جب وہ دینی و جماعتی تقاضے پر لبیک کہتا ہوا اللہ کے راستے میں نکلے گا تو موسم کی یہ شدت ان شاء اللہ اس کے اجر میں کئی گنا اضافہ کا موجب بنے گی۔ میرا رب رحیم و کریم ہے۔ وہ بندوں کو اپنے فضل سے نوازنے کے لیے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ سونے کو کندن بنانے کے لیے آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ یہ اجتماع آنے والے وقت میں اقدام کے لیے نکلنے کے حوالے سے بھی ہمارے لئے زبردست تربیت کا کام کرے گا۔ مجھے یقین واثق ہے کہ آپ پیچھے بیٹھ رہنے والوں میں شامل نہیں ہوں گے۔

رفیق محترم! نظام باطل، راہ حق کے اس قافلے کا راستہ روکنے کے درپے ہے۔ ہمارے خلوص اور استقامت کا تقاضا یہ ہوگا کہ ہم صبر محض کے حوالے سے اپنی حدود میں رہتے ہوئے، اجتماع کے انعقاد کی ہر ممکن کوشش کریں، چاہے ہمیں شدید برف باری میں ہی اجتماع کا موقع مل رہا ہو۔ (جب کہ بہاولپور میں برف باری کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہاں یہ امکان ضرور ہے کہ اجتماع کے دوران بہاولپور میں رات کو اچھی خاصی ٹھنڈ ہو گی لیکن دن میں موسم ان شاء اللہ قابل برداشت ہوگا)۔ خالص دینی اعتبار سے یہ ہمارے لئے ایک چیلنج بھی ہے۔ سورۂ آل عمران کی آخری آیات کے ابتدائی الفاظ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا......﴾ میں مضمر رب تعالیٰ کے پیغام کا حاصل بھی یہی ہے کہ ہم خود بھی صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں اور دشمن کی سازشوں کے مقابلے میں عزیمت کی چٹان بن کر دکھائیں۔ اَللّٰھم وفقنا لھٰذا۔

والسلام مع الاکرام

آپ کا رفیق

(امیر تنظیم اسلامی)

جمہوریت یا خلافت؟

ڈاکٹر حسین احمد پراچہ کا کالم اور امیر تنظیم اسلامی کا جوابی مکتوب

20 نومبر 2012ء کو شالیمار ٹاور ہوٹل لاہور میں تنظیم اسلامی کی جانب سے ممتاز اہل قلم کے اعزاز میں عشائیے اور اُن کی امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے ساتھ ملاقات کا اہتمام کیا گیا۔ اِس ملاقات میں چند دیگر اہل قلم کے علاوہ ممتاز صحافی ڈاکٹر حسین احمد پراچہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے بعدازاں ’’جمہوریت یا خلافت‘‘ کے عنوان سے ایک کالم لکھا جو روزنامہ نوائے وقت کی 23 نومبر کی اشاعت میں شائع ہوا۔ اس کالم میں معزز کالم نگار نے تنظیم اسلامی کی فکر کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا' اُن میں سے بعض تنظیم کی فکر سے مطابقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ اُن کے کالم کے جواب میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے انہیں ایک مفصل مکتوب ارسال فرمایا، تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔ ذیل میں افادۂ عام کے لیے ڈاکٹر حسین احمد پراچہ کا متذکرہ کالم اور امیر تنظیم اسلامی کا جوابی مکتوب دونوں یکجا شائع کئے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

1

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم مفسرِ قرآن، ترجمانِ اقبال، اور حُسنِ بیان میں لاجواب تھے۔ ان کی تحریروں اور تقریروں سے مستفید ہونے کے ساتھ ساتھ ان سے استاذ بیر بن عمر صدیقی کے دولت کدے پر مکۃ المکرّمہ میں اکا دکا ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ صدیقی صاحب نے میرا تعارف کروایا تو وہ بڑی محبت سے پیش آئے۔ گزشتہ روز ان کے صاحبزادے اور تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید کی جانب سے عشائیے اور تبادلہ خیال کی دعوت وصول ہوئی تو میں نے لاہور سے باہر ہونے کے باوجود ہامی بھر لی کہ میں حاضر خدمت ہوں گا۔ عشائیے پر خاکسار کے علاوہ کئی اور اصحاب علم وقلم موجود تھے۔

حافظ عاکف سعید نے اپنے تحریری خطاب میں قیام پاکستان کے پس منظر اور آزادی سے لے کر اب تک کے حالات پر جامع انداز میں روشنی ڈالی۔ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمد کی فکر اور ان کی تحریروں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان میں جمہوریت کا سفر ایک ناکام سفر ہے، ہمیں جمہوریت کا راستہ ترک کر کے خلافت کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ان کے والدگرامی ڈاکٹر اسرار احمد نے 1957 میں اسی بنا پر مولانا مودودی سے اپنا راستہ جدا کر لیا تھا کیونکہ ان کے خیال میں اسلامی نظام یا اسلامی انقلاب انتخاب کے ذریعے برپا نہیں ہو سکتا۔ حافظ عاکف سعید نے ڈاکٹر اسرار احمد کی چند کتب اور ہفت روزہ ’’ندائے خلافت‘‘ کا تازہ ترین شمارہ بھی عنایت فرمایا۔ اس جریدے کے مندرجات سے تنظیم اسلامی کی فکر اور بھی واضح ہو کر سامنے آئی ہے۔ اس شمارے میں خلافت فورم کے ایک فکر انگیز مذاکرے کی روداد بھی شائع کی گئی ہے۔ مذاکرے کے شرکاء میں پروفیسر غالب عطا اور ایوب بیگ مرزا شامل تھے۔ ایک سوال کے جواب میں پروفیسر غالب عطا بیان کرتے ہیں ’’جمہوریت کو اسلامائز کرنے کی کوشش ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص قربانی کے بکرے کی بجائے سور لے آئے۔ لہٰذا ہمیں اس سے نجات حاصل کر کے اس بکرے کو لانا ہوگا جس کی قربانی اللہ کی نظر میں جائز ہے۔‘‘ میں اپنی گزارشات تو بعد میں عرض کروں گا پہلے خود ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریر اور تجزیہ ملاحظہ کر لیجئے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب ’’برعظیم‘‘ پاک و ہند میں اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل اور اس سے انحراف کی راہیں‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں ’’چنانچہ یہ اسی کا مظہر ہے کہ حضرت علامہ اقبال نے ’’ری پبلکن طرزِ حکومت‘‘ کو اسلام کی روح کے عین مطابق قرار دیا---اس لئے کہ اس میں کیا شک ہے کہ خدا کی حاکمیت مطلقہ کی تابع جمہوریت اور اللہ کی ربوبیت عامہ کے تقاضوں کو پورا کرنے اور کفالت عامہ کی ضمانت دینے والے نظام ہی کا نام ’نظامِ خلافت‘ ہے۔‘‘

جس جمہوریت کے بارے میں تنظیم اسلامی کے ترجمان ندائے خلافت میں ’’سور‘‘ تک کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اسی جمہوریت کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد کا ارشاد یہ ہے کہ اگر یہ خدا کی حاکمیت مطلقہ کی تابع ہو تو یہ اسلامی انقلاب مقصود ہے۔

اس نشست میں خاکسار نے یہی عرض کیا کہ قراردادِ مقاصد کا پہلا نکتہ ہی یہ ہے کہ دستورِ اسلامی میں حاکمیت مطلقہ رب ذوالجلال کو حاصل ہوگی اور پاکستانی پارلیمنٹ ایک امانت کے طور پر حق حاکمیت کو استعمال کرے گی۔ میں نے یہ بھی کہا کہ جو باتیں اور چیزیں طے شدہ ہیں ان کو دوبارہ زیر بحث لانا اتحاد کا نہیں انتشار کا باعث ہوگا۔ میں نے حافظ عاکف سعید سے پوچھا کہ کیا وہ 1951ء میں طے پانے والے تمام مکاتب فکر کے 31 علمائے کرام کے 22 نکات کو تسلیم کرتے ہیں اور کیا وہ 1973ء میں متفقہ طور پر منظور ہونے والے آئین کو مانتے ہیں۔ حافظ صاحب نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔

ہر زمانے میں عامۃ الناس کی تفہیم کے لئے استعمال ہونے والے الفاظ اور اصطلاحات کسی کی میراث نہیں ہوتے۔ آج اگر مغرب نے شورائیت کے لئے جمہوریت کا لفظ استعمال کیا ہے تو وہ لفظ مسلمانوں کے لئے حرام ہو جائے گا، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد اپنی تحریروں اور تقریروں میں جا بجا آج کے دور کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں --- وہ عدل اجتماعی، جمہوری انقلاب، حکمت انقلاب، اسلامی نظام، اسلامی انقلاب وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ میں نے حافظ عاکف سعید سے پوچھا کہ ہمارے نزدیک اللہ کی حاکمیت مطلقہ کے سایہ رحمت میں آنے والی جمہوریت خلافت ہی کا دوسرا نام ہے۔ آپ چونکہ اسے جمہوریت سے الگ بلکہ اس کی ضد سمجھتے ہیں، تو آپ یہ فرمائیں کہ یہ خلافت قائم کیسے ہوگی اور ایک دفعہ خلیفہ بن جانے والے شخص کو معزول کیسے کیا جائے گا۔ اس

کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اس کے لئے ایک الگ نشست کی ضرورت ہے، تاہم یہ ہدف تحریک سے حاصل ہوگا۔ البتہ تحریک کے ذریعے اسلامی انقلاب برپا کر کے پھر اسے جمہوری اور انتخابات کے راستے پر ڈال دیا جائے گا۔ اس پر محفل میں شریک ایک معروف صاحب قلم نے کہا کہ پاکستان میں جتنی بھی تحریکیں چلیں، اس کے نتیجے میں فوجی آمریت ہی مسلط ہوئی۔

ہمیں حیرت ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد قائداعظم محمد علی جناح کی مساعی جمیلہ اور علامہ اقبال کے ارشادات عالیہ کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں، خدا کی حاکمیت مطلقہ کو ماننے والی جمہوریت کو عین خلافت قرار دیتے ہیں پھر وہ اسلامی نظام اور اس نظام کے قیام کے لئے ذہن سازی اور انتخابی سیاست کو کیوں تسلیم نہیں کرتے۔

ہمارے خیال میں ڈاکٹر اسرار احمد اور اب اپنے والد کی فکر کے وارث حافظ عاکف سعید ایک ایسے تضاد کا شکار ہیں کہ جو خود ڈاکٹر صاحب کی مجموعی فکر اور ان کی ایک نہیں درجنوں تحریروں اور تقریروں کی ضد ہے۔

ہمیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ 1957ء میں جب ڈاکٹر اسرار احمد عین عنفوانِ شباب میں جماعت اسلامی سے الگ ہوئے تو اس کا سبب فکری اختلافات نہیں شخصی اختلافات تھے۔ اگر بقول حافظ عاکف سعید تحریک خلافت کی آخری منزل جمہوریت اور انتخابات ہے تو پھر اسلامی انقلاب شورائی اور انتخابی ذریعے سے کیوں نہ لایا جائے۔ آج ساری اسلامی دنیا مختلف تجربے کرنے کے بعد اسی نتیجے پر پہنچی ہے کہ وہی اسلامی انقلاب حقیقی اور دیرپا ہوگا جو جمہوری مسلمین کی ''بیعت'' جس کا موجودہ نام ''ووٹ'' ہے کے ذریعے آئے گا۔ اسی جمہوریت کی برکت سے ترکی، مصر، تیونس اور دوسرے کئی ممالک میں اسلامی انقلاب آچکا ہے یا وہ دستک دے رہا ہے۔

اگر اللہ اور اس کا رسولؐ چاہتے تو وہ دیگر عبادات کی طرح نظام حکومت کے بارے میں بھی تفصیلی ہدایات دے سکتے تھے مگر اسلامی نظام حکومت کے بارے میں چند اصولی تعلیمات بیان کرنے کے بعد اسے ہر زمانے کے لئے آزاد چھوڑ دیا گیا، تاکہ عامۃ المسلمین اپنے زمانے اور اپنے حالات کے مطابق جیسا طرز حکومت چاہیں اختیار کر لیں۔ ان ہدایات میں واضح کر دیا گیا ہے کہ حاکمیت مطلقہ اللہ کو حاصل ہوگی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ وہ اپنے ''معاملات باہمی مشورے سے چلاتے ہیں'' نیز قرآن و سنت کے خلاف سارے مسلمان بھی اکٹھے ہو جائیں تو کوئی قانون بنایا جا سکتا ہے اور نہ ہی بدلا جا سکتا ہے۔ اگر ہم سائنسی مضامین کے لئے آج کا اسلوب بیان اختیار کر سکتے ہیں اور قرآنی ارشاد کہ ''اپنے گھوڑے تیار رکھو'' کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ ہر دور کا جدید ترین اسلحہ حاصل کرو تو پھر ہم شورائیت کے لئے دور جدید کی عام فہم اصطلاح جمہوریت کیوں نہیں استعمال کر سکتے۔

پلک جھپکنے میں انسان نہیں بدلتے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ علمائے کرام کو عمل خیر کے تسلسل میں کام جاری رکھنا چاہئے اور اتحاد امت کے لئے پہلے سے طے شدہ باتوں کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ ایک سوال کے جواب میں خاکسار نے عرض کیا تھا کہ ایم ایم اے دینی قوتوں کے اتحاد کی ایک شاندار کوشش تھی، اسے جاری رہنا چاہئے اور آنے والے انتخابی معرکے میں تمام دینی قوتوں کو اپنا وزن ایم ایم اے کے پلڑے میں ڈالنا چاہئے۔ ہم حافظ عاکف سعید کی فراخدلانہ میزبانی اور ایک فکر انگیز نشست کا اہتمام کرنے پر تہہ دل سے ان کے شکر گزار ہیں اور ان سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ چند مخصوص الفاظ کے انتخاب اور استعمال پر زیادہ زور نہ دیں اور جمہوریت کے ذریعے اسلامی انقلاب برپا کرنے میں دینی قوتوں کا ساتھ دیں۔

> آج اگر مغرب نے شورائیت کے لئے جمہوریت کا لفظ استعمال کیا ہے تو وہ لفظ مسلمانوں کے لئے حرام ہو جائے گا، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد اپنی تحریروں اور تقریروں میں جابجا آج کے دور کی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔

(2)

30-نومبر 2012ء

محترم ومکرم جناب ڈاکٹر حسین احمد پراچہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج گرامی

20 نومبر کو شالیمار ٹاور ہوٹل میں ایک اجتماعی ملاقات میں ہماری دعوت پر آپ کی تشریف آوری اور بعد ازاں اس کے حوالہ سے روزنامہ ''نوائے وقت'' میں ''جمہوریت یا خلافت'' کے زیر عنوان کالم میں اظہار رائے کرنے پر میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اِس نشست میں ہونے والی گفتگو سے ہمیں یہ تجربہ ہوا کہ اس نوع کا مکالمہ چار یا زیادہ سے زیادہ پانچ افراد کے مابین ہونا چاہیے تھا۔ زیادہ افراد کے شریک مذاکرہ ہونے اور وقت کی تنگی کے باعث دوطرفہ گفتگو کا حق ادا نہ ہو سکا اور بعض تحفظات کے وضاحتی جوابات کسی قدر تشنہ رہے۔ میں سمجھتا ہوں شاید اِسی وجہ سے بعض غلط فہمیاں پیدا ہوئیں جن کی واضح جھلک آپ کے کالم میں بھی دکھائی دیتی ہے۔

میں آپ کی تحریر کے اقتباسات کا اشارات میں حوالہ دے کر اپنی بات کی وضاحت کی کوشش کروں گا۔

1- آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ: ''حافظ عاکف سعید نے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تحریروں کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان میں جمہوریت کا سفر ناکام ہو گیا ہے''۔ محترم میں نے ہرگز یہ نہیں کہا تھا کہ 'پاکستان میں جمہوریت کا سفر ناکام ہو گیا ہے' بلکہ میں نے بانی تنظیم اسلامی کے موقف کا حوالہ دیتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ دینی جماعتوں کی انتخابی جمہوری راستے سے اسلامی نظام لانے کی کوشش بری طرح ناکام ہو چکی۔ اس مقصد کے لیے ایک انقلابی تحریک چلانا ہوگی جو منہج نبویؐ سے اخذ شدہ اُصولوں پر مبنی ہو۔ دورِ حاضر میں پریشر گروپ کا تصور اور عوامی تحریک کا تصور انقلابی طریقے سے قریب تر ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ کا سوچا سمجھا موقف تھا کہ پاکستان میں دین کے غلبہ وقیام کے لیے انتخابی سیاست کا راستہ چنداں مفید اور کارآمد نہیں ہے۔ اس کے بہت سے اسباب میں سے ایک بڑا سبب جاگیرداری نظام کی لعنت ہے جو آج تک ہم پر مسلط

ہے۔ مزید براں‘ یہاں برادری ازم ہے۔ خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔ پھر یہ کہ مسلکی اور فرقہ وارانہ اختلافات کے باعث یہاں اسلام کے لیے دیے جانے والے ووٹ تقسیم ہو جاتے ہیں اور فائدہ سیکولر جماعتیں اٹھالیتی ہیں۔ وغیرہ! چنانچہ یہ امرِ واقعہ ہے کہ پاکستان میں آج تک جتنے انتخابات بھی ہوئے ہیں‘ دینی جماعتیں حصولِ مقصد میں بری طرح ناکام ہوئی ہیں‘ یہاں تک کہ ملکی تاریخ میں تاحال پہلی اور آخری مرتبہ ایم ایم اے کی صورت میں ملک کی تمام دینی سیاسی جماعتیں اکٹھی بھی ہوگئیں اور صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا) اور بلوچستان میں سیاسی طور پر انہیں خاصی کامیابی بھی ملی لیکن غلبہ واقامتِ دین کے معاملے میں کوئی پیش رفت نہ ہوسکی۔ حالانکہ صوبہ پختون نخوا کی صوبائی حکومت میں ایم ایم اے کو فیصلہ کن اقتدار حاصل تھا لیکن اقامتِ دین اور نفاذِ شریعت کے حوالے سے ایک انچ بھی پیش رفت نہ ہو پائی۔ ایم ایم اے نے چار سال کی مدت گزارنے کے بعد اگلے انتخابات کے قریب حسبہ بل پیش کیا تھا‘ اُس کا دوسرے جمہوری اداروں نے جو حشر کیا‘ آپ اُس کے بارے میں مجھ سے بہتر واقف ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس دینی جماعتوں کو ہر اُس موقع پر زبردست کامیابی حاصل ہوئی جب اُنہوں نے کسی دینی یا مذہبی ہدف کی خاطر عوامی تحریک کا راستہ اختیار کیا اور متحد ہو کر تحریک چلائی۔ مثلاً 1974ء کی اینٹی قادیانی تحریک اور ماضی قریب میں تحفظ ناموس رسالت کے حوالہ سے چلائی جانے والی تحریک وغیرہ۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے بھی یہی راستہ مفید اور موثر ثابت ہوگا (ان شاءاللہ)۔ محترم پراچہ صاحب‘ میں نے عرض کیا تھا کہ عوامی تحریک کے ذریعے جمے ہوئے تخت اُکھاڑ دینا آج کی دنیا کا معروف طریقہ ہے۔ ماضی قریب میں کرغیزستان اور وینزویلا میں یہ طریقہ کار بڑا مؤثر اور کارگر ثابت ہوا۔ قبل ازیں ایران میں رضا شاہ پہلوی کی مضبوط بادشاہت کا تخت اسی طریقہ کار سے گرایا گیا جس کے نتیجے میں ایران کے اندر شیعہ اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ پاکستان کی دینی جماعتیں اگر مل کر اس انداز سے تحریک چلائیں تو کوئی اُن کا راستہ نہیں روک سکے گا۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس تحریک کو چلانے والے پہلے خود اپنے وجود پر اور اپنے گھر میں شریعت کا نفاذ کر کے اللہ کے دین سے وفاداری عملاً ثابت کر چکے ہوں۔ وہ نہ صرف جماعتی ڈسپلن کے خوگر ہوں بلکہ نفاذ شریعت کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے ذہناً اور عملاً تیار ہوں۔ ماضی قریب کی وکلاء تحریک کو بھی ایک حد تک تحریکی جدوجہد کی ایک مثال قرار دیا جاسکتا ہے۔ محترم پراچہ صاحب آپ کو یاد ہوگا کہ شرکاء مجلس میں سے اکثر اصحاب دانش نے تنظیم اسلامی کے اس موقف کی تائید کی تھی۔

> میں نے ہرگز یہ نہیں کہا تھا کہ پاکستان میں جمہوریت کا سفر ناکام ہوگیا ہے‘ بلکہ میں نے بانی تنظیم اسلامی کے موقف کا حوالہ دیتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ دینی جماعتوں کی انتخابی جمہوری راستے سے اسلامی نظام لانے کی کوشش بری طرح ناکام ہوچکی

2- جہاں تک پروفیسر غالب عطاء کا جمہوریت کے حوالے سے بکرے اور سور کی مثال دینے کا معاملہ ہے‘ گزارش یہ ہے کہ مذکورہ پروفیسر صاحب کا تنظیم اسلامی سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ وہ ’’خلافت فورم‘‘ کے ایک پروگرام میں بطور مہمان آئے تھے۔ ہم ’’خلافت فورم‘‘ میں دیگر مذہبی جماعتوں اور مختلف سوچ رکھنے والی شخصیات کو بھی دعوت دیتے ہیں اور ہر شخص کو اپنی رائے کے اظہار کا پورا پورا موقع فراہم کرتے ہیں۔ بعدازاں اس کی رپورٹنگ ’’ندائے خلافت‘‘ میں شائع کی جاتی ہے۔ ’’خلافت فورم‘‘ میں تنظیم اسلامی کی نمائندگی مرزا ایوب بیگ صاحب کر رہے تھے۔ اگر یہ بات ان کی طرف سے آتی تو پھر آپ یقیناً اعتراض کا حق رکھتے تھے۔ جبکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحبؒ یا تنظیم اسلامی کی یہ سوچ نہیں ہے۔

3۔ آپ نے اپنے کالم میں تحریر فرمایا ہے کہ: ’’میں نے حافظ عاکف سعید سے پوچھا کہ کیا وہ 1951ء میں طے پانے والے تمام مکاتب فکر کے 31 علمائے کرام کے 22 نکات کو تسلیم کرتے ہیں اور کیا وہ 1973ء میں متفقہ طور پر منظور ہونے والے آئین کو مانتے ہیں؟ حافظ صاحب نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔‘‘ محترم پراچہ صاحب! میں نے 31 علماء کے 22 نکات کے حوالے سے تو یقیناً اثبات میں جواب دیا تھا لیکن 1973ء کے دستور سے تو بہت واضح الفاظ میں عدم اتفاق کا اظہار کیا تھا۔ میں حیران ہوں کہ وہ آپ کے ذہن سے کیسے اوجھل ہو گیا۔ بلکہ میرا فوری جواب یہ تھا کہ اس دستور میں بہت سی دفعات صریحاً اسلام کے خلاف ہیں۔ مثلاً سربراہِ حکومت کو سزائے موت معاف کرنے کا حق صریحاً خلافِ اسلام ہے! جہاں تک 31 علماء کرام کے 22 نکات کا تعلق ہے‘ میں آج بھی ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ وہ ہمارا قیمتی اثاثہ ہیں‘ اگر ان پر عمل ہوگیا ہوتا تو آج پاکستان کا یہ حال نہ ہوتا۔ البتہ 1973ء کا آئین جو اپنی اصل میں بھی ہرگز ایک مکمل اسلامی دستور نہیں تھا‘ اسے زیادہ سے زیادہ اسلام کی طرف پیش قدمی کرنے والا ایک اچھا آئین قرار دیا جاسکتا تھا لیکن خود بھٹو صاحب نے اور بعد میں آنے والے حکمرانوں نے اس میں 21 عدد ترامیم کر کے اُسے منافقت کا پلندہ بنا دیا ہے۔ یہی بات مرحوم ومغفور ڈاکٹر صاحبؒ بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ آئین و قانون کی گتھیاں ہم سے بہتر سلجھا سکتے ہیں۔ آپ آئین پر ایک تحقیقی نگاہ ڈالیں تو آپ کو ایسی شقیں بھی ملیں گی جو اسلام کا راستہ کھولتی ہیں‘ لیکن ذرا آگے بڑھیں گے تو آپ کو اسلام کا راستہ روکنے والی شق بھی مل جائے گی۔ اِس حوالہ سے آپ کو یاد ہوگا کہ جسٹس نسیم حسن شاہ‘ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی حیثیت سے حاکم علی کیس میں یہ رُولنگ دے کر کہ آئین کی کوئی ایک شق دوسری شق سے بالاتر نہیں‘ دستور کی اسلامی دفعات کو غیر مؤثر قرار دے چکے ہیں۔ سپریم کورٹ کی اس رُولنگ کے بعد یہ گمان کرنا کہ 1973ء کا دستور ایک حقیقی اسلامی دستور ہے‘ خودفریبی کے سوا اور کچھ نہیں! لہٰذا موجودہ دستور کی رُو سے ہم اسلام کے حوالے سے ایک قدم آگے ایک قدم پیچھے ہوتے ہوئے تاقیامت اسے اسلامی نہیں بنا سکیں گے۔

4 - آپ اپنے کالم میں محترم ڈاکٹر صاحبؒ کی جماعت اسلامی سے علیحدگی کے حوالے سے رقم طراز ہیں: ’’جب ڈاکٹر اسرار احمد عین عنفوانِ شباب میں جماعت اسلامی سے الگ ہوئے تو اس کا سبب فکری اختلاف نہیں‘ شخصی اختلافات تھے۔‘‘ ہر شخص اپنی رائے رکھنے میں آزاد ہے۔ مجھے اس حوالے سے آپ سے کوئی گلہ نہیں۔ لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر آپ ایک مرتبہ مرحوم ڈاکٹر صاحبؒ کا وہ طویل اختلافی بیان پڑھ لیں جو 1957ء کے اجتماع میں انہوں نے بحیثیت رکن جماعت پڑھ کر سنایا تھا تو آپ اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہ بیان بعد میں 1967ء میں ایک شوشے کی تبدیلی کے بغیر ’’تحریک جماعت اسلامی: ایک تحقیقی مطالعہ‘‘ کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع کیا گیا تھا اور آج بھی ہمارے مکتبے سے دستیاب ہے۔

تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے میں آپ کو اشاروں کنایوں میں دعوتِ فکر دوں گا کہ کیا 1957ء کے اجلاس سے قبل جو جائزہ کمیٹی مولانا مودودیؒ نے قائم کی تھی وہ محترم ڈاکٹر صاحبؒ کے مطالبہ پر قائم کی گئی تھی یا جماعت کے مخلصین اکابرین کا متفقہ تقاضا تھا؟ نیز 57ء کے اجتماع کے بعد جماعت کی صف دوم کے متعدد سینئر اور نمایاں افراد جو جماعت سے علیحدہ ہوئے تھے' وہ 25 سال کے ایک نوجوان ڈاکٹر کی محبت میں الگ ہوئے تھے؟ جبکہ مولانا مودودیؒ کی حیثیت بانی جماعت اور داعی تحریک کی تھی اور نوعمر ڈاکٹر اسرار احمد محض ایک ضلعی مقامی امیر تھے جو صرف دو سال قبل رکن جماعت بنے تھے اور اُن میں عمر کا تفاوت باپ اور بیٹے جتنا تھا۔ مولانا ایک عالمی شخصیت تھے جبکہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ جماعت کے ایک کارکن کی حیثیت رکھتے تھے۔

5- آپ کے اس موقف سے کہ ہمارے دین میں اسلامی نظام حکومت کے بارے میں اصولی تعلیمات بیان کی گئی ہیں' ہمیں بہت حد تک اتفاق ہے۔ چنانچہ ہمارا موقف ہے کہ ہم ہر اُس طرزِ حکومت کو تسلیم کر لیں گے جو حقیقی معنوں میں پورے نظام پر قرآن اور سنت کی مکمل بالادستی کو تسلیم کرے گا۔ جو محض لفظاً نہیں' بلکہ عملاً قرآن اور سنت کو آئین اور قانون کا ماخذ تسلیم کرے گا' خواہ اُس کا عنوان کچھ بھی ہو۔ لیکن محترم پراچہ صاحب! خدارا بتایئے کہ ہمارے ملک میں شریعت کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے بے شمار قوانین بنائے گئے' مثلاً عائلی قوانین' تحفظ حقوق نسواں بل' وغیرہ۔ کیا 1973ء کا آئین اُن کے راستے کی رکاوٹ بنا؟ ہرگز نہیں! اِس طرح کی کئی اور مثالیں بھی دی جاسکتی ہیں۔ کیا ہمارا پورا عدالتی ڈھانچہ (Judicial Procedural Laws) اوّل روز سے غیر اسلامی نہیں چلا آ رہا؟

6- "اپنے گھوڑے تیار رکھو" آپ نے اس آیت قرآنی کا حوالہ دے کر اپنا یہ موقف واضح فرمایا ہے کہ جدید اصطلاحات کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا آپ کے نزدیک سیاسی نظام کے حوالے سے اسلام کی مروّجہ اصطلاحات شورائیت یا خلافت کی جگہ جمہوریت کا لفظ اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جناب پراچہ صاحب! اگر کسی ملک کے نظام حکومت میں ہر سطح پر قرآن اور سنت کی مکمل بالادستی قائم ہوتی ہو اور اس میں کوئی استثناء نہ ہو تو ہم اصطلاحات پر نہیں جھگڑیں گے۔ قرآن و سنت کی چھتری کے تحت جمہوریت کا نام لینے کو ہم گناہ نہیں سمجھتے۔ البتہ ہر قوم کو حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ وہ غیروں کی اصطلاحات سے گریز کرے۔ خلافت کی اصطلاح بڑی بابرکت اصطلاح ہے۔ یہ اصطلاح مسلمانوں کی وحدت اور یک جہتی کی ضرورت کو بھی اُجاگر کرتی ہے اور اسی وجہ سے عالم کفر اس سے خائف ہے۔ مسلمانوں کو اس کے ساتھ جذباتی لگاؤ ہے۔ آخر کوئی تو وجہ ہوگی کہ انگریز نے اِس کا تیا پانچہ کرنا ضروری سمجھا۔ ملتِ اسلامیہ کے عظیم حدی خواں علامہ اقبال کا یہ شعر بھی پوری مسلم اُمّہ کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے:

ہمارا موقف ہے کہ ہم ہر اُس طرزِ حکومت کو تسلیم کر لیں گے جو حقیقی معنوں میں پورے نظام پر قرآن اور سنت کی مکمل بالادستی کو تسلیم کرے گا۔ خواہ اُس کا عنوان کچھ بھی ہو

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

آپ نے ایم ایم اے جیسی کوششیں جاری رکھنے کی بات کی ہے۔ آپ یہ بات یقیناً نیک نیتی سے کر رہے ہیں اور اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالہ سے آپ کی نیک تمنائیں اِس سے ظاہر ہوتی ہیں' لیکن جہاں جاگیرداری نظام ہو' جہاں برادری سسٹم ہو' جہاں دنیوی خواہشات بے قابو ہو چکی ہوں' جہاں زری خودغرضی اور ذاتی مفادات کا راج ہو وہاں ایک ممکنہ حد تک بڑے اور مکمل اسلامی جماعتوں کے اتحاد کا نتیجہ بھی زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ اسمبلی میں دینی جماعتوں کی نشستوں کی تعداد 10' 15 سے بڑھ کر 25' 30 ہو جائے گی۔ اِس سے زیادہ کی توقع ہماری نظر میں خود فریبی ہے اور کامیابی کی صورت میں وہی ہوگا جو الجزائر کے ساتھ ہوا تھا۔ پھر ملکی سطح پر منہ زور فوجی اور سول بیوروکریسی اور نظریہ ضرورت کی حامل عدلیہ اُسے حسبِ بل سے زیادہ بری طرح ناکام بنانے کے لیے تیار کھڑی ہوگی۔ اس لیے کہ انتخابات کے ذریعے ملک کو چلانے والے ہاتھ تبدیل ہوتے ہیں نظام' جڑ بنیاد سے تبدیل نہیں ہوا کرتا۔

محترم پراچہ صاحب! تمام مہمان جو اُس تقریب میں تشریف لائے تھے ہمارے شکریہ کے حق دار ہیں' لیکن آپ جتنی مسافت طے کر کے تشریف لائے' میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں شکریہ کا حق ادا کر سکوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مذکورہ بالا موضوع پر آئندہ ون ٹو ون گفتگو زیادہ مفید رہے گی۔ آپ جب یاد فرمائیں گے میں ان شاء اللہ آپ سے ملاقات کے لیے حاضر ہو جاؤں گا۔ اِس تحریر میں کوئی بات ناگوار گزری ہو تو میں معذرت خواہ ہوں' لیکن دل کی بات زبان اور قلم کی نوک پر ضرور آنی چاہیے۔ شکریہ!

والسلام

حافظ عاکف سعید
امیر تنظیم اسلامی
0321-5552057

نوٹ: اس تحریر کو اگر آپ اپنے کالم میں جگہ دیں تو "نوائے وقت" کے قارئین کی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔

☆☆☆

جہاد فی سبیل اللہ
اصل حقیقت' اہمیت و لزوم اور مراحل و مدارج
بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک جامع خطاب
اشاعت خاص: 40 روپے
اشاعت عام: 15 روپے

حکومت کی پانچ سالہ کارکردگی

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

شرکاء

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (ڈپٹی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی)

جناب ایوب بیگ مرزا (ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: آج ہمارے معاشرے میں مہنگائی، بے روزگاری اور توانائی کے بحران پر شدید عوامی ردعمل پایا جاتا ہے۔ آپ کی رائے میں ان مسائل کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے یا یہ مسائل اُسے ورثہ میں ملے ہیں؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: یہ بات درست ہے کہ موجودہ مسائل گزشتہ کئی برسوں سے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ بگاڑ میں اضافہ کرنے میں موجودہ حکمرانوں نے گزشتہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اور یہ حکومت ہماری تاریخ کی ناکام ترین حکومت ہے۔ اپنے پانچ سالہ دورِ حکومت میں اُنھوں نے مہنگائی میں 200 گنا تک اضافہ کیا ہے۔ حکومت کی جانب سے عوام الناس کی فلاح و بہبود کی کوئی منصوبہ بندی سامنے نہیں آئی۔ انہوں نے توانائی کے بحران کے لیے کیا کیا ہے۔ رینٹل پاور پراجیکٹ تو عدالت کے سامنے ایک فراڈ کی صورت میں کھل کر سامنے آ چکا ہے، جو جھوٹ کی بنا پر کمیشن مافیا کی ایک کارروائی تھی۔ موجودہ حکومت نے کسی بھی مسئلے کے حل کے لیے سنجیدہ کوشش نہیں کی، خواہ وہ بلوچستان کا مسئلہ، کراچی کی سنگین صورتِ حال ہو یا شمالی علاقہ جات میں ڈرون حملے وغیرہ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ دور پاکستان کی تاریخ میں انتہائی تکلیف دہ دور شمار ہوگا۔ جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جتنا فری ہینڈ اس حکومت کو ملا ہے اتنا ماضی کی کسی حکومت کو نہیں ملا۔ پی پی حکومت کو اپوزیشن کی تمام جماعتوں کو ساتھ ملا کر کام کرنے کا جتنا موقع ملا ہے اتنا پہلے کسی حکومت کو نہیں ملا۔ اسی طرح فوج کی جانب سے بھی موجودہ حکومت کے راستے میں زیادہ رکاوٹیں پیش نہیں آئیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود موجودہ حکومت کی جانب سے سوائے کرپشن، جھوٹ، بدعنوانیوں اور امریکہ کی فرماں برداری کے کوئی اور چیز ہمارے سامنے نہیں آئی ہے۔ میری نظر میں موجودہ صورتِ حال حکومت کی مکمل ناکامی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ یہ حکومت پاکستانی عوام کے لیے ایک قاتل حکومت ہے، کیونکہ اس نے نہ صرف عوام کا معاشی قتل کیا ہے بلکہ جانی نقصان بھی کیا ہے اور یہ مسلسل بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

سوال: محترم فرید احمد پراچہ نے حکومت کی نااہلیوں اور ناکامیوں کا ذکر کیا ہے لیکن جب ہم Legislative Level پر دیکھتے ہیں تو ایک ایسی پارٹی جو خود پارلیمنٹ میں سادہ اکثریت بھی نہ رکھتی ہو اُس کا دو تہائی اکثریت سے بعض آئینی ترامیم پاس کروالینا کیا بہت بڑا معرکہ نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آئین کسی بھی ریاست اور اُس کے شہریوں کے تحفظ کے لئے بنتا ہے۔ میں ماضی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ اس ملک میں آئین کا تعلق اشخاص سے رہا ہے جبکہ دنیا میں آئین ہمیشہ اقوام اور ریاستوں کے لیے بنتے ہیں۔ 1956ء میں چوہدری محمد علی نے پہلا آئین بنایا جو صرف پونے دو سال تک چل سکا۔ اُس کے بعد ایوب خان نے مارشل لاء لگا دیا۔ پھر ایوب خان نے 1962ء میں آئین بنایا اور اُس آئین کی تنسیخ انہوں نے خود ہی اپنے دورِ حکومت کے اختتام پر کر دی۔ پھر 1973ء کا آئین بنا۔ گویا گزشتہ 65 سالوں میں ہمارے دو آئین مکمل فوت ہو چکے ہیں۔ یہ تیسرا آئین ہے جو میرے نزدیک I.C.U میں جا چکا ہے۔ کئی دفعہ اس کی حالت نازک ہوئی ہے لیکن کافی ڈھیٹ ثابت ہوا ہے اور ابھی تک چلتا جا رہا ہے۔ 1973ء کا آئین جسے بہت مقدس قرار دیا جاتا ہے، ذوالفقار علی بھٹو نے بنایا تھا۔ بھٹو صاحب نے اِس میں صدر کے اختیارات میں بے پناہ اضافہ کیا۔ کیونکہ ان کا ارادہ صدر بننے کا تھا۔ لیکن جب اُنھوں نے اس کا ڈھانچہ اسمبلی میں پیش کیا تو ایک ہنگامہ مچ گیا کہ یہ تو ایک صدارتی آئین ہے۔ چنانچہ بھٹو صاحب نے یہ بھانپ لیا کہ بات آگے چل نہیں سکے گی۔ لہٰذا انہوں نے خود وزیراعظم بننے کا فیصلہ کیا اور سارے اختیارات صدر سے گھما کر وزیراعظم کی جانب کر دیے۔ چنانچہ چودھری فضل الٰہی ایک روایتی صدر بن کر رہ گئے۔ اگرچہ بھٹو صاحب بالآخر ایک متفقہ آئین منظور کروانے میں کامیاب ہوگئے، لیکن 4 سال کے دوران انھوں نے اس میں سات آئینی ترامیم کیں۔ اس کے بعد ضیاء الحق کا مارشل لاء آ گیا۔ ضیاء الحق نے آکر وہ مشہور آٹھویں ترمیم پاس کی جس کا تعلق موجودہ اٹھارویں ترمیم سے بھی ہے۔ اس ترمیم میں صدر کے ہاتھ میں کلہاڑا تھا کہ صدر صاحب جب چاہیں اسمبلی تحلیل کر سکتے ہیں۔ بھٹو صاحب نے اپنی ذات کو آگے رکھ کر آئین بنایا تھا اور ضیاء الحق صاحب نے اپنی ذات کو آگے رکھ کر آئینی ترامیم کیں۔ پھر نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کی حکومتوں کی صورت میں جمہوریت کا دور شروع ہوگیا۔ 1998ء میں نواز شریف کو دو تہائی اکثریت حاصل ہوئی تو انھوں نے آٹھویں ترمیم کو تیرھویں ترمیم سے ختم کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں وزیراعظم کے اختیارات دوبارہ بڑھ گئے۔ پھر 1999ء میں مشرف کا مارشل لاء آ گیا۔ پرویز مشرف نے دوبارہ سترھویں ترمیم کر کے اختیارات کا کلہاڑا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مشرف صاحب کی رخصتی کے بعد اب یہ اٹھارھویں ترمیم آئی ہے اور پارلیمنٹ نے اختیارات کا کلہاڑا دوبارہ سے صدر کے ہاتھ سے چھینا ہے۔ آئینی اعتبار سے ہماری تاریخ کا جائزہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں آئینی ترامیم افراد کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہیں۔ اب جو صدر صاحب نے اٹھارھویں ترمیم کی ہے وہ نواز شریف صاحب کے تعاون کے ذریعہ سے ہی ہوئی ہے کیونکہ نواز شریف کی بھی ضرورت تھی کہ تیسری بار وزیراعظم بننے کے لیے آئین میں ترمیم کی جائے۔ لہٰذا اٹھارویں ترمیم کے ذریعہ ایک تو صدر سے اختیارات کا کلہاڑا لیا گیا۔ دوسرا صوبہ سرحد کو خیبر پختونخوا بنوایا گیا۔ تیسرا کام تیسری بار وزیراعظم بننے کی بندش کے حوالے سے تھا جسے ختم کیا گیا۔ انیسویں ترمیم ججوں کے حوالے سے ہے اور بیسویں ترمیم یہ ہے کہ صدر کے پاس جو تھوڑی بہت طاقتیں رہ گئی تھیں وہ بھی چھین لی گئی ہیں۔ انتخابات کے دوران جو عبوری وزیراعظم منتخب کیا جاتا تھا وہ اب صدر منتخب نہیں کر سکتا۔ وہ وزیراعظم اب آٹھ رکنی کمیٹی جن میں چار افراد اپوزیشن کے اور چار افراد حکومت کے شامل ہوں گے وہ وزیراعظم منتخب کریں گے اس کے علاوہ کیبنٹ اور وزراء اعلیٰ بھی وہ ہی منتخب کریں گے۔ اگر اس معاملے میں نااتفاقی کی بنا پر ناکام ہوتے ہیں تو پھر بیسویں ترمیم کے مطابق یہ اختیار چیف الیکشن کمشنر کو حاصل ہو جائے گا کہ وہ وزیراعظم اور وزراء اعلیٰ کا چناؤ کرے۔ لہٰذا یہ تمام ترامیم حکومت اور نواز شریف نے اپنی ضرورت

کے تحت فوائد کے حصول کے لئے کی ہیں، کسی قومی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ترامیم نہیں کی گئیں۔

سوال: اگرچہ موجودہ اسمبلیاں پاکستان کی تاریخ کی دوسری ایسی اسمبلیاں ہیں جنھوں نے مدت پوری کی لیکن پہلی مدت پوری کرنے والی اسمبلیاں ایک ڈکٹیٹر کی بنائی ہوئی تھیں، انھیں دنیا تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ کیا آپ PPP کی حکومت کو اس کا کریڈٹ نہیں دیں گے کہ اُنھوں نے ملک میں پہلی بار سیاسی استحکام پیدا کیا؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: کسی بھی حکومت میں اسمبلیوں کی مدت کا پورا ہو جانا کوئی خوبی نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی پاگل خانے میں رہ کر اپنی مدت عمر پوری کرتا ہے تو آپ اُسے کیا کہیں گے؟ معاملہ تو یہ ہے کہ حکومت نے ہر روز لوگوں کے لیے ایک نیا عذاب بنایا ہوتا ہے۔ لوگ تو اس طوالت سے تنگ آ چکے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں کہ جلد از جلد موجودہ حکومت کا اقتدار ختم ہو۔ پارلیمنٹ کے سامنے بے شمار ایسے موضوع تھے جس پر قانون سازی ہونی تھی۔ مثلاً احتساب کے قوانین ہیں مگر پورے عرصہ میں احتساب کی قوانین بالکل نہیں بن سکے، کیونکہ احتساب کی زد میں یہ لوگ خود آتے ہیں اس لیے یہ قوانین نہیں بنائے گئے۔ عدالت کی جانب سے اگر کوئی رکاوٹ آئی تو فوراً ہی عدالت کے حوالے سے قانون سازی کر لی گئی کہ صدر وزیر اعظم اور فلاں فلاں شخص پر توہین عدالت کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح حکومت دوہری شہریت کے معاملے پر قانون سازی کے لیے تیار ہے۔ اٹھارھویں ترمیم کے حوالے سے جو بات ہوئی تھی اس میں ایک پہلو یہ بھی تھا کہ پارٹی الیکشن کو ختم کر دیا جائے۔ اس طرح کی منفی قانون سازی اس دورِ حکومت میں ضرور ہوئی ہے لیکن پارلیمنٹ کی دو متفقہ قراردادوں پر آج تک ذرہ بھی عمل نہیں ہو سکا۔ گویا حکومت جو قانون سازی کرتی رہی ہے وہ فقط دکھاوا ہے۔ جمہوریت کے استحکام کا جہاں تک تعلق ہے تو جمہوریت ایک صدر، وزیر اعظم اور کیبنٹ کا نام نہیں ہے بلکہ جمہوری رویوں اور عوام کو فوائد پہنچانے کا نام ہے۔ جمہوریت کو عوام کی حکومت کہا جاتا ہے مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ عوام کا اس میں کہاں تک کردار ہے۔ عوام کو اس جمہوریت سے کیا فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ ہمارے ہاں آمریت اور جمہوریت میں فرق صرف اور صرف وردی کا ہے۔ ہماری جمہوریت ایک بے وردی آمریت ہے۔ کیا یہ امریکہ کی غلامی نہیں کہ ڈرون حملے جو پرویزی آمریت کے دور سے چلے آتے ہیں اب اُن میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ موجودہ حکومت کے عرصہ کا مکمل ہونا یا تو حکومت کے فائدے میں تھا جس میں اپنے اثاثے بڑھائے گئے اور کرپشن اور لوٹ مار کے ذریعے ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا یا پھر امریکہ کے مفاد میں کہ اس دورِ حکومت میں امریکہ نے ایبٹ آباد پر حملہ کیا، سلالہ پر حملہ کیا اور ریمنڈ ڈیوس جیسے شخص کو بھی وہ چھڑا کر لے گئے۔ اس حکومت کا سارا عرصہ یا تو امریکی ضرورت کا ہے یا پھر اپنے مفادات کو پورا کرنے کا ہے۔ عوام کے لیے سوائے مہنگائی، لوڈشیڈنگ اور گیس کے نرخوں میں اضافے کے سوا اس حکومت کے پاس کچھ نہیں ہے۔

سوال: گزشتہ 5 سالوں میں حکومت کی معاشی کارکردگی کے حوالے سے آپ کی کیا رائے ہے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: موجودہ حکومت کی سرے سے کوئی معاشی پالیسی ہی نہیں ہے۔ جہاں تک معاشی استحکام کی بات کی ہے تو ان 5 سالوں میں 4 وزراء خزانہ اور 5 سیکرٹری فنانس تبدیل ہوئے ہیں۔ اسی طرح 4 گورنر اسٹیٹ بینک تبدیل ہوئے اور F.B.R کے 5 چیئر مین تبدیل ہوئے ہیں۔ گویا استحکام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ موجودہ حکومت کی کیا Fiscal پالیسی ہے اور کیا اس کا تسلسل ہے۔ اگر آپ اس دورِ حکومت میں قرضوں کا حال دیکھیں تو 7810 ارب روپے کے نئے قرضے ان 5 سالوں میں لیے گئے ہیں۔ لہٰذا موجودہ قرضوں کا حجم مجموعی طور پر 14651 ارب روپے ہے۔ اسی طرح موجودہ حالات میں بجٹ کا خسارہ 4752 ارب روپے کا ہے۔ موجودہ حکومت N.F.C ایوارڈ کا جو کریڈٹ لیتی ہے اس سے پہلے دو سالوں کے اندر 1609 ارب روپے کا خسارہ ہے اور دوسرے دو سال جو N.F.C کے بعد کے ہیں میں بجٹ کا خسارہ 2960 بلین روپے کا ہے یعنی N.F.C ایوارڈ کا فراڈ اب عوام کے سامنے کھل کر آ گیا ہے کہ اس N.F.C ایوارڈ سے نہ تو بلوچستان کو کوئی فائدہ ہوا ہے اور نہ پنجاب ہی کو اس کا کوئی فائدہ حاصل ہوا ہے۔ پنجاب کی اس بے دریغ قربانی کا صلہ حکومت نے ملکی سطح کی بدترین لوڈ شیڈنگ کی صورت میں انھیں عطا کیا ہے۔ اس دورِ حکومت میں ملک میں سرمایہ کاری کا مکمل خاتمہ ہوا ہے بلکہ اس کے مقابلے میں حکمرانوں کے شاہانہ اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح ایوانِ صدر کا یومیہ خرچہ 28 لاکھ روپے ہے۔ ملک میں ٹیکس چوری کو عروج اس دورِ حکومت میں ملا ہے۔ ٹیکس چوری کے لیے ٹیکس ایمنسٹی کی اسکیمیں بنائیں گئی ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص 5 کروڑ روپے قومی بچت کی سکیم میں جمع کرواتا ہے اور اگر وہ رقم بلیک منی تھی تو اب وہ 490000 روپے ادا کر کے اپنی بلیک منی کو وائٹ منی میں تبدیل کروا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے 151 ارب روپے کا نقصان قوم کو پہنچایا گیا ہے۔ حکومت کی انتہائی ناکام معاشی پالیسی کے سبب 3 ارب روپے کے کاغذی نوٹ روزانہ چھاپے جا رہے ہیں۔ آپ کا سارا ملک اس وقت کاغذی کرنسی پر چل رہا ہے۔ معیشت کے لحاظ سے اس حکومت نے I.M.F سے انتہائی سخت شرائط پر قرض لیے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں آج ہم بُری طرح I.M.F کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دہشت گردی کے حوالے سے آج ہم اپنے آپ کو امریکہ کا بڑا اتحادی کہتے ہیں۔ اس ''دہشت گردی'' کی جنگ میں ہم نے آج تک نہ صرف اپنا 94 ارب ڈالر روپے کا معاشی نقصان کیا ہے بلکہ تقریباً 50 ہزار قیمتی جانوں کا بھی نقصان کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ متواتر بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

سوال: ہماری تاریخ گواہ ہے کہ سیاسی حکومتوں کا ملٹری اسٹیبلشمنٹ سے کبھی نباہ نہ ہو سکا۔ موجودہ حکومت کا Credit ہے کہ اُن کی اگرچہ فوج اور عدلیہ دونوں سے نہ بن پائی لیکن پھر بھی وہ پانچ سال پورا کرنے میں کامیاب ہوئے؟

ایوب بیگ مرزا: اللہ تعالیٰ نے اس حکومت کو پانچ سال عطا کر کے انھیں عوام کے سامنے مکمل بے نقاب کر دیا ہے۔ اب یہ حکومت خواہ کسی نقاب سے بھی اپنا چہرہ ڈھانپ لے، عوام کے سامنے آنے کے قابل نہیں رہی۔ اس حکومت کے پانچ سال پورے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے وقتوں میں حکومتوں کے سامنے اسٹیبلشمنٹ کی صورت میں رکاوٹ آ جاتی تھی، چنانچہ میں اپوزیشن لیڈر G.H.Q بھاگے بھاگے جاتے تھے۔ G.H.Q والے پہلے ہی انتظار میں بیٹھے ہوتے تھے۔ چنانچہ وہ یا تو صدر کے ذریعہ اسمبلی توڑ وا دیتے تھے یا پھر جنرل کے ذریعہ مارشل لاء لگوا دیتے تھے۔ اب حالات بالکل مختلف ہو چکے ہیں۔ اب پاکستان میں مارشل لاء لگانا اور حکومت گرانا اتنا آسان کام نہیں رہا ہے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اگر پیپلز پارٹی کی حکومت نے عوام کو اذیت دی ہے تو اس کی سب سے بڑی وجہ مسلم لیگ کی فرینڈلی اپوزیشن ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جو اس حکومت کی مخالفت میں اگر کسی بھی قسم کا اقدام کرنے نکلے تو ان کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ نواز شریف صاحب بنے ہیں۔ دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ ملکی میڈیا اس اسٹیج پر پہنچ چکا ہے کہ اب کوئی شخص حکومتوں کو گرا کر زبردستی حکومت میں نہیں آ سکتا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کبھی P.T.V ہوا کرتا تھا اور وہ عوام کو جو بات بتا دیتا تھا لوگ اسے من و عن تسلیم کر لیا کرتے تھے۔ اب صورتِ حال یکسر

بدل چکی ہے۔ لہٰذا زرداری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ان 5 سالوں میں مکمل بے نقاب کر دیا ہے اور ہم توقع کر سکتے ہیں کہ اب ہماری اس جماعت سے مکمل جان چھوٹ جائے گی۔ اگرچہ اس پارٹی میں کچھ ایسے بڑے بڑے جاگیردار بھی ہیں جن کے اپنے علاقے کے عوام ان کے خلاف ووٹ دینے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے پیپلز پارٹی کے 20 سے 25 سیٹیں تو لازمی طور پر مل جائیں گی لیکن اس سے زیادہ سیٹیں ملنا مشکل ہے۔ عوام سے بھی توقع ہے کہ وہ اس دفعہ بہت سوچ سمجھ کر کسی بھی جماعت کو ووٹ دیں گے۔ ہم تو صرف پاکستان کی فلاح چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان دُنیا کے نقشہ پر ایک اسلامی فلاحی ریاست بن کر اُبھرے۔

سوال: پاکستان کے داخلی حالات خصوصاً امن وامان کے حوالہ سے آپ پاکستان کی موجودہ صوبائی ومرکزی حکومتوں پر کیا تبصرہ کریں گے؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: اس وقت پاکستان کے 3 صوبوں کی حکومتیں اور مرکزی حکومت ایک ہی ہیں یعنی مرکز میں M.Q.M، A.N.P مسلم لیگ (Q) اور پیپلز پارٹی ہے۔ اسی طرح بلوچستان میں پیپلز پارٹی بلکہ تمام ارکان اسمبلی کی حکومت ہے۔ اسمبلی کا واحد رکن اپوزیشن میں ہے اور وہ بھی اپنی قبائلی وجوہات کی بنا پر ہے۔ اسی طرح سندھ کی حکومت میں MQM اور ANP آج تک پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں بھی مرکز کی طرح یہی پارٹیاں موجود ہیں۔ صوبوں اور مرکز کے تمام معاملات انہیں کے کنٹرول میں ہیں۔ اس وقت پاکستان میں انسانی جان جتنی بے قدر ہو چکی ہے پوری دنیا میں ایسی صورتِ حال کہیں نہیں ہے۔ کراچی میں جتنا لہو بہہ رہا ہے اور ہر روز لوگ اپنے پیاروں کی جتنی لاشیں اُٹھا رہے ہیں اُس کا کوئی اندازہ بھی نہیں لگا سکتا۔ لیکن اس پر حکومتی ارکان جس ڈھٹائی سے یہ بیان دیتے ہیں کہ آج جانی نقصان کا سکور یہ رہا ہے اس سے یہ لگتا ہے کہ گویا یہ کرکٹ میچ ہو رہا ہے یا بازارِ حصص میں شیئرز کا بھاؤ بتایا جا رہا ہے۔ یہاں قیمتی جانیں جا رہی ہے اور آپ ایسے بیانات دے رہے ہیں۔ عوام کے جان ومال کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو پاکستان میں کوئی بھی شخص خواہ کسی بھی وجہ سے مارا جائے اُس کے قتل میں صدر، وزیراعظم اور وزیراعلیٰ بالواسطہ ملوث قرار پاتے ہیں۔ بلوچستان میں سو سو سال سے رہنے والے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور وہاں کے جوانوں کی مسخ شدہ لاشیں ملتی ہیں۔ اسی طرح پورے ملک میں لاپتہ افراد کا معاملہ ہے۔ گویا اس حکومت نے جہاں لوگوں کا معاشی قتل کیا ہے وہاں لوگوں کی جانوں کے ساتھ کھیلنے والے حکومتی لوگ اور ان کے گماشتے عزت کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس طرح رومن ایمپائر میں وہاں کے حکمران لوگوں کو اکھاڑوں میں اُتار کر درندوں سے چیر پھاڑ کرواتے تھے، ویسی ہی صورتِ حال آج ہمیں بدقسمتی سے دیکھنے کو مل رہی ہے۔ یہ لوگ انتہادرجے کے مجرم ہیں۔ ان شاء اللہ ایک وقت آئے گا جب انھیں لہو کے ایک ایک قطرے کا جواب دینا ہوگا۔

سوال: خارجہ پالیسی کے حوالہ سے آپ پرویز مشرف کی آمریت اور پیپلز پارٹی کی جمہوری حکومت میں کیا فرق دیکھتے ہیں؟ کیا صدر مشرف سلالہ کے واقعہ پر نیٹو سپلائی آٹھ ماہ تک روک سکتا تھا، یا امریکیوں سے ائیرپورٹ خالی کروا سکتا تھا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت امریکی غلامی سے کسی قدر نکل نہیں آئی؟

ایوب بیگ مرزا: خارجہ پالیسی کا جائزہ لینا ہو تو حال ہی میں جو واقعہ ہوا ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صدر زرداری کا ایران جانا اور گیس پائپ لائن کے حوالے سے دستخط کرنے سمیت بہت سے معاملات پہلے سے طے تھے۔ ایرانی حکومت کے مطابق پروٹوکول وغیرہ کے تمام معاملات پہلے سے طے ہو گئے تھے۔ لیکن صدر صاحب ایران جانے کی بجائے برطانیہ چلے گئے۔ یہ تمام کام بچکانہ ہیں یعنی دائیں جانے کی بجائے بائیں چلے گئے۔ اگر امریکہ کا پریشر نا قابلِ برداشت ہی تھا تو پھر آپ یہ دورہ کیوں شیڈول میں لے کر آئے تھے۔ اس طرح آپ نے 8 ماہ تک نیٹو سپلائی روکنے کے حوالے سے جو بات کی ہے کہ اس حکومت نے امریکہ کا اس حوالے سے خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ آخر ڈرتے ڈرتے آٹھ ماہ بعد نیٹو سپلائی بغیر کسی شرط کے دوبارہ کھول دی گئی۔ نیٹو سپلائی روکنے کا معاملہ تو ہمارے G.H.Q اور پینٹاگون کا معاملہ تھا۔ اس کا سیاسی حکومت سے دور تک کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ موجودہ حکومت نے ایران کے علاوہ جس طرح کا معاملہ ترکی کے ساتھ کیا ہے وہ بھی انتہائی شرمناک ہے۔ یہ دونوں ملک ہمارے اسلامی برادر ملک ہیں، لیکن رینٹل پاور پروجیکٹ کے حوالے سے ہماری حکومت نے ترک حکومت کے ساتھ جس انداز میں جھگڑا مول لیا ہے جس کے تحت اب ترکی کئی ارب روپے کا تقاضا کر رہا ہے، مستقبل میں اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ پاکستان کے جو رہے سہے چند دوست رہ گئے تھے وہ بھی جاتے رہیں گے۔ اسی طرح چین کے ساتھ بھی ہمارا معاملہ کچھ اس طرح کا بن چکا ہے کہ چینی اب یہ سمجھ چکے ہیں کہ پاکستانی امریکی کٹھ پتلی ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ کوئی ایسا معاہدہ نہ کیا جائے جو چین کے لیے آگے چل کر شرمندگی کا باعث بنے۔ لہٰذا چین اپنی مروت میں ہماری کچھ امداد وغیرہ کر دیتا ہے جسے ہم اللہ کے نام پر قبول کر لیتے ہیں۔ ہماری سرے سے کوئی خارجہ پالیسی ہے ہی نہیں، جس کی کوئی اچھائی یا برائی بیان کی جائے۔

سوال: (ایوب بیگ مرزا سے) آپ کی رائے میں ایسے کٹھن حالات میں کوئی دوسری جماعت کا کیا کارکردگی دکھا سکتی تھی؟

ایوب بیگ مرزا: اس بارے میں میرا نقطۂ نظر ذرا مختلف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایسی قیادت ہوتی جو عوام کی فلاح کے لیے بہتر کام کرتی تو یقینی طور پر جو آج حالات ہیں اُس سے کسی قدر مختلف ہوتے۔ اس بات کی میں تائید کرتا ہوں کہ ملک میں گورننس لازمی طور پر بہتر ہوتی لیکن ایک بات یاد رکھیے کہ اس وقت پاکستان جن حالات سے دوچار ہے (اس وقت سے میری مراد نائن الیون سے لے کر آج تک کا وقت ہے) روایتی انداز حکومت سے کوئی ایسی تبدیلی ممکن نہیں ہے کہ جس کے نتیجے میں پاکستان ایک زبردست ملک بن کر اُبھرے۔ یہ تبھی ممکن ہے جب پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست بن جائے اور جب تک پاکستان کو تائید ایزدی حاصل نہیں ہوتی تب تک پاکستان ایک مضبوط ملک نہیں بن سکتا۔ پاکستان کا حال اس وقت I.C.U میں پڑے مریض کا ہے جسے خود ڈاکٹر بھی ہاتھ لگاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے بغیر یہ مریض اب تندرست ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ پاکستان کے مکمل صحت یاب ہونے کے لیے انقلابی تبدیلی کی اشد ضرورت ہے۔ تائید ایزدی کی جو بات میں نے عرض کی ہے یہ کوئی ہوائی بات نہیں ہے۔ اس کی مثال آپ اپنے ہمسایہ ملک افغانستان میں دیکھ سکتے ہیں کہ جس پر دنیا کے 43 ممالک نے حملہ کیا ہے۔ مگر غیور طالبان نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا اور طاغوت کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ طالبان مجاہدین کو اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل ہوئی ہے۔ ہمیں بھی حق پر ڈٹ جانا چاہیے، تاکہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی مکمل تائید ونصرت حاصل ہو جائے۔

(مرتب: وسیم احمد، محمد بدرالرحمٰن)

☆☆☆

اشاریۂ مضامین ہفت روزہ 'ندائے خلافت' 2012ء

مرتب: فریداللہ مروت

سال 2012ء میں مجموعی طور پر ندائے خلافت کے 50 شمارے شائع ہوئے۔ ان شماروں میں مختلف عنوانات کے تحت جو مضامین، تحریریں اور تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیوں کی رپورٹیں شائع کی گئیں، ذیل میں ان کا مفصل اشاریہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اشاریہ کے ہر موضوع کی ابتدا میں موجود ہندسہ نمبر شمار نہیں، شمارہ نمبر ہے۔ (ادارہ)

سرورق کے منتخب شہ پارے

سرورق کے صفحۂ اوّل پر مشاہیر کی تحریروں سے اخذ کردہ منتخب شہ پاروں کی فہرست

1	استحکام و بقاءِ پاکستان کے ناگزیر لوازم	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
2	سوسائٹی کے لئے بدترین جرم؟	مولانا عبیداللہ سندھیؒ
3	اسلام کا عالمی غلبہ اور پاکستان	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
4	ایمان کے معنی	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
5	نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور ہم	نعیم صدیقی
6	حبِ رسولؐ کے تقاضے	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
7	روشنی کا مینار	سید سلیمان ندویؒ
8	حاکمیت مطلقہ فقط اللہ کی ہے!	سید قطب شہیدؒ
9	تحفظ انسانیت!	سید قطب شہیدؒ
10	مقصدِ حیات	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
11	محاسبۂ نفس	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
12	فیصلہ کن سوال!	سید قطب شہیدؒ
13	نفاق سامنے کب آتا ہے؟	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
14	استحکام و بقاءِ پاکستان کے ناگزیر لوازم	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
15	نفس کی بندگی	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
16	پردے کے حکم کو ہاتھ سے نہ چھوڑو	مولانا الطاف حسین حالی
17	اندازِ مسلمانی؟	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
18	انقلابی کام میں ملامت و مخالفت سے بے پروائی	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
19	انقلابی تربیت کے لازمی اجزا!	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
20	قربانی ناگزیر ہے!	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
21	دنیا کی محبت	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
22	نفس کے خلاف جہاد	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
23	میں مسلمانوں کے لئے کلمہ طیبہ پر مبنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں	الحاج ظہور الحسن قادری
24	سب سے بڑا سہارا	سید قطب شہیدؒ
25	امت مسلمہ کا احیاء	سید قطب شہیدؒ
26	حسن و زیبائی کی بخشش و نعمت	مولانا ابوالکلام آزاد
27	تحریکی مزاج	سید اسعد گیلانی
28	نیٹو سپلائی کی بحالی، ملک سے غداری	تنظیم اسلامی
29	روزہ: روح کی آزادی کا ذریعہ	مولانا امین حسن اصلاحیؒ
30	روزہ اور حصولِ تقویٰ	شیخ عمر فاروق
31	دن کے روزے اور رات کے قیام کی حکمت	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
32	روزہ کا مقصد......تقویٰ	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
33	عید...... کچھ تو حالات بدلنے کا عزم کرو	تسنیم احمد
34	اسلام: انسان کی حقیقی آزادی کا اعلان!	سید قطب شہیدؒ
35	بڑا کام	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
36	اسلام کیا چاہتا ہے؟	سید قطب شہیدؒ
37	مخالفت و ایذا پر صبر و استقامت	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
38	ہدایت و ضلالت میں اللہ کی سنت	سید قطب شہیدؒ
39	حل کیا ہے؟	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
40	معمار کا صبر	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
41	میں ایک نومسلم ہوں!	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
42	اسلام، جہاد اور قربانی	مولانا ابوالکلام آزاد
43	جاہلی معاشرہ	سید قطب شہیدؒ
44	غیر اسلامی دستور العمل نامقبول ہے!	علامہ محمد اقبال
45	ایمان حقیقی کا سرچشمہ: قرآن حکیم	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
46	امید اور یقین کے بیج بویئے!	نعیم صدیقی
47	فیصلے کی گھڑی	ظفر محمود
48	دینی ہیئت اجتماعیہ کے خلاف شیطان کے ہتھکنڈے	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
49	اقامت دین، جدوجہد ناگزیر ہے	سید قطب شہیدؒ
50	اجتماعی خلافت	ڈاکٹر اسرار احمدؒ

الہدیٰ اور فرمان نبوی ﷺ

اس سال ''الہدیٰ'' کے تحت بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے درس قرآن کے سلسلہ میں سورۃ ہود کی آیت 7 سے سورۃ یوسف کی آیت 68 تک ترجمہ و تشریح شائع ہوئی۔

''فرمان نبویؐ'' کے تحت مختلف موضوعات و عنوانات سے متعلق احادیث نبویؐ شائع کی گئیں۔

اداریہ

حالات حاضرہ پر ادارے کی طرف سے تحریر کردہ اداریوں کی تفصیل۔

[زیادہ تر اداریے تنظیم اسلامی کے ناظم نشر و اشاعت جناب ایوب بیگ مرزا نے تحریر کیے۔]

1	کہاں ہیں وہ لوگ؟ (سیکولر دانشور اور تبصرہ کار)	ایوب بیگ مرزا
2	خدارا سوچئے تو سہی! (ملکی حالات)	〃
3	پاکستان بحرانوں کی زد میں کیوں؟	〃
4	سیکولر میڈیا کی اسلام دشمنی	〃
5	پنجاب اسمبلی کی توبہ (میوزک کنسرٹ پر پابندی اور اجازت)	〃
6	یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں:	〃
7	جہالت جدیدہ بمقابلہ جہالت قدیمہ	〃
8	جلتا سلگتا بلوچستان	〃
9	عبوری حل (امریکی غلامی سے نکلنے کا راستہ)	〃
10	ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!	حافظ عاکف سعید
11	دونوں مجرم ہیں (فوج اور سیاستدان)	ایوب بیگ مرزا
12	پاکستان رہے پاکستان (اندرونی ملکی حالات)	

13	''خادم اعلیٰ'' پنجاب شہباز شریف بن میاں شریف کے نام!	ایوب بیگ مرزا
14	پھر ہم کیا کریں؟ (دشمنوں کا مقابلہ)	〃
15	کیا خوب، قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور! (ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو خراج تحسین)	〃
16	تقدیر کنند بندہ تقدیر زند خنداں (نیٹو سپلائی کی اجازت)	〃
17	سرمائے اور محنت میں توازن کی ضرورت	〃
18	مجرم وزیر اعظم (یوسف رضا گیلانی)	〃
19	اعتراف جرم (وزیر دفاع کا سانحہ ایبٹ آباد میں تعاون کا بیان)	〃
20	بغل میں چھری، منہ میں رام رام (بھارت کے ساتھ تعلقات)	〃
21	ایک پسپائی اور سہی! (نیٹو سپلائی کی بحالی کا فیصلہ)	〃
22	نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن (نئے صوبے بنانے کا مطالبہ)	〃
23	28 مئی یوم تکبیر؟	〃
24	اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (سالانہ بجٹ)	〃
25	کرپشن کے سمندر میں شہزادوں کی کشتی رانی	〃
26	خس کم ہنوز جہاں ناپاک (گیلانی کی رخصتی)	〃
27	اھلا وسھلا ومرحبا (مصر میں الاخوان المسلمون کی کامیابی)	〃
28	تھیٹر کا خوبصورت مکالمہ (دشمن کے زخم بھلا دیئے)	〃
29	1947ء میں برصغیر میں یہ لائن کیوں کھینچی گئی؟ (تقسیم ہند)	〃
30	ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو (برما میں قتل عام)	〃
31	اعتصام بالقرآن اور احتساب کا مہینہ (رمضان المبارک)	محبوب الحق عاجز
32	دینی جماعتوں کے لئے لمحہ فکریہ!	ایوب بیگ مرزا
33	عید آزاداں یا عید محکوماں، (عید الفطر)	〃
34	عید بھی رمضان سے پہلے نہیں آتی!	〃
35	پاکستان کا رُخ؟	〃
36	شام جل رہا ہے لیکن......	〃
37	گائے کی تقسیم (عوام اور حکمران)	〃
38	ہم مذاق اڑانے والوں کے لئے کافی ہیں!	〃
39	انتخابی نہیں، انقلابی اتحاد!	〃
40	صدر پیوٹن کا دورۂ پاکستان ملتوی کیوں ہوا؟	〃
41	تحریک انصاف کا وزیرستان مارچ اور زخمی ملالہ	〃
42	لوٹ آؤ کہ ابھی وقت ہے!	〃
43	امریکہ، اسلام اور مسلمان	〃
44	یہ کس کا پاکستان ہے؟	〃
45	ہنوز ''اسلام آباد'' دور است! (امن وامان کی صورتحال)	〃
46	اسرائیل کی دہشت ودرندگی (غزہ پر حملہ)	〃
47	انتظامی اور فکری ٹارگٹ کلنگ (سالانہ اجتماع کا التوا)	〃
48	ہندو صحافی سرمیلا بوس کے انکشافات (پاکستان اور بنگلہ دیش کے حوالے سے)	〃
49	بے شک ان وعدوں کے بارے میں پوچھا جائے گا	〃
50	اُٹھا کر پھینک دو......	〃

بیابہ مجلس اسرار

اس عنوان کے تحت بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کی کتابوں سے منتخب اقتباسات شامل اشاعت ہوئے۔

1	عذاب الٰہی سے نجات کی واحد راہ؟
3	نفاق عملی کا سبب اور اس کا قابل حذر انجام
4	شہرت کے طالبو، اجنبی ہو جاؤ
6	مکمل سماجی اور قانونی مساوات
8	مذہب کا کفن؟

10	دین کیا ہے؟
12	نفس کے خلاف جہاد
15	عمل صالح کا اصل مفہوم
16	جزوی نہیں، کلی اطاعت مطلوب ہے
17	انکار آخرت کا ایک اہم سبب
19	عبادت کا مفہوم
21	امت کی وحدت اور نصب العین
22	لفظ دین کا مفہوم
23	نظام خلافت کا قیام
24	پاکستان میں اسلامی انقلاب نہ آیا تو
25	دعوت الی القرآن کا مدعا
26	قرآن کو اپنے باطن میں اتارو
27	انقلابی کارکنوں کی تربیت
29	حاکمیت نہیں، خلافت
30	صیام وقیام رمضان کا مقصد
32	ایمان حقیقی کا سرچشمہ: قرآن حکیم
33	یہودی: انسانیت کے دشمن
37	کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب آئے گا! ان شاء اللہ
42	قربانی کی اصل روح
43	خلیفہ اور خلافت
44	لٹمس ٹیسٹ
46	دور حاضر کا سب سے بڑا شرک
48	اسلامی انقلاب منظم عوامی جدوجہد سے آئے گا
49	مجاہدہ نفس

منبر ومحراب

''منبر ومحراب'' ندائے خلافت کا مستقل سلسلہ ہے۔ اس عنوان کے تحت امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے خطاب جمعہ کی اور اُن کی لاہور میں عدم موجودگی کی صورت میں خطاب نہ ہونے کی بنا پر کسی اور ذمہ دار کے خطاب کی تلخیص دی جاتی ہے۔ 2012ء کے دوران شائع ہونے والے اِن خطابات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	بنی اسرائیل کا مجرمانہ کردار اور عہد حاضر کے مسلمان	حافظ عاکف سعید
2	بنی اسرائیل کا مجرمانہ کردار اور عہد حاضر کے مسلمان (ii)	〃
3	نصاریٰ کے جرائم	〃
4	بنی اسرائیل پر لعنت کیوں کی گئی؟	〃
5	دفاع پاکستان کا اصل راستہ	〃
6	رسول رحمت ﷺ	〃
7	انبیاء ورسل کی بعثت کا اصل مقصد	〃
8	حضور اکرم ﷺ کی امتیازی شان	〃
9	غلبۂ دین حق کا مشن اور ہماری ذمہ داری	〃
10	نبوت ورسالت کی تکمیل اور مشن	〃
11	بلوچستان: اصل مسئلہ اور حل	〃
12	بلوچستان: اصل مسئلہ اور حل (ii)	〃
13	عقیدۂ بعث ونشور پر غور وفکر کی دعوت	〃
14	میدان حشر کا منظر اور ناشکری کا انجام	حافظ عاکف سعید
15	میدان حشر ہولناک منظر اور جنت کی نعمتیں	〃
17	قرآن کے ذریعے تذکیر کیجئے!	〃
18	منکرین آخرت کا انجام بد، متقین کی جزا	〃

19	دلائلِ قدرت کے ذریعے انذارِ آخرت	حافظ عاکف سعید
20	متقین کا انعام اور جھٹلانے والوں کا انجام	〃
21	باطل عقائد و تصورات کا توڑ	〃
22	رویت جبریل علیہ السلام مشاہدات تجلیات حق اور مشرکانہ عقائد کا بطلان	〃
23	اُخروی سزا و جزا کا تصور	〃
24	عذابِ الٰہی کے آثار اور نجات کا راستہ	〃
25	واقعہ شق القمر اور تکذیب آیات	〃
26	نجات کا راستہ: اجتماعی توبہ	〃
28	تکذیب حق کا انجام	〃
30	’’ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے‘‘	〃
32	روزے کے احکام اور رمضان کی فضیلت	〃
33	روزہ اور قرآن مجید کی فضیلت	〃
34	قبولِ حق ہیں فقط مردِ حُر کی تکبیریں‘‘ (خطابِ عید)	〃
35	ماہِ رمضان کے بعد کا روزہ!	〃
36	تاریخ کا سبق	〃
38	امتوں کے فیصلہ کن ٹکراؤ کی تمہید؟	〃
39	راہِ حق کی آزمائشیں	〃
40	رسول اللہ کی شان میں گستاخی اور ہمارا طرزِ عمل	〃
41	موت و حیات اور تصورِ فلاح	〃
42	یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے	〃
43	عید الاضحیٰ اور روحِ قربانی	〃
44	عید قربان کا پیغام	ڈاکٹر عارف رشید
45	اخلاقِ نبویؐ کی چند کرنیں	مومن محمود
46	حج کا عالمی اجتماع اور امتِ مسلمہ کا مقصدِ وجود	حافظ عاکف سعید
47	غزہ میں اسرائیل کی درندگی اور سانحۂ کربلا کا پیغام	〃
48	امتوں کا زوال اور اہل ایمان کا کردار	〃
49	مومنین کے اوصاف	〃
50	اہل ایمان کے بنیادی اوصاف	ڈاکٹر عارف رشید

خلافت فورم

9	بلوچستان کی مخدوش صورتحال کا پس منظر	ایوب بیگ مرزا
10	پاکستان، ایران اور افغانستان سربراہی اجلاس	ایوب بیگ مرزا
11	ناموسِ رسالت، اور اعدائے اسلام کی اسلام دشمنی	حافظ عاکف سعید، ایوب بیگ مرزا
12	پاکستانی میڈیا: ملک اور دین کا دوست یا:	پروفیسر غالب عطاء، مومن محمود
13	مہران بینک اسکینڈل	ڈاکٹر فرید پراچہ، ایوب بیگ مرزا
14	23 مارچ...... یوم پاکستان یا یوم جمہوریہ	ڈاکٹر مغیث الدین شیخ، ایوب بیگ مرزا
15	نظامِ تعلیم پر حملہ!	محمد یاسین خان، ایوب بیگ مرزا
16	نیٹو سپلائی کی بحالی؟	ایوب بیگ مرزا، ڈاکٹر غلام مرتضیٰ
17	حافظ سعید ایشو اور صدر کا دورۂ بھارت:	رضوان الرحمٰن، ایوب بیگ مرزا
18	طالبان، افغانستان، کابل پر حملے اور امریکی ردعمل	بریگیڈیئر غلام مرتضیٰ، ایوب بیگ مرزا
19	محنت کش: اسلام کی نظر میں	خورشید احمد، ایوب بیگ مرزا
20	عدالتی فیصلے اور پاکستان پیپلز پارٹی	ایوب بیگ مرزا
21	اسلاموفوبیا اور اس کا تدارک	ڈاکٹر ابصار احمد، ڈاکٹر منور اے انیس
22	نیٹو کی سپلائی اور حکومت کی پسپائی	حافظ عاکف سعید، ایوب بیگ مرزا
23	دفاعِ پاکستان —— مگر کیسے؟	حافظ عاکف سعید
24	ڈاکٹر شکیل آفریدی —— ہیرو یا غدار؟	سابق جسٹس نذیر احمد غازی، ایوب بیگ مرزا
25	بجٹ 13-2012 اور ہماری معیشت	رضوان الرحمٰن رضی، ایوب بیگ مرزا
26	ڈاکٹر ارسلان افتخار کیس اور میڈیا کی قلابازیاں	ایوب بیگ مرزا
27	وزیر اعظم کی نااہلی اور بگڑتے ہوئے ملکی حالات	ایوب بیگ مرزا، ڈاکٹر غلام مرتضیٰ
28	مصر میں اخوان کی کامیابی: امیدیں اور خدشات	ڈاکٹر فرید پراچہ، ایوب بیگ مرزا
29	نیٹو سپلائی کی بحالی: دین و ملک سے غداری	مولانا عبدالرؤف فاروقی، ایوب بیگ مرزا
30	پاکستان کو لاحق بیرونی خطرات اور اندرونی مسائل	ایوب بیگ مرزا
31	برما میں مسلم نسل کشی اور میڈیا کی مجرمانہ	حافظ عاکف سعید، ایوب بیگ مرزا
32	برما میں خونِ مسلم کی ارزانی	ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، ایوب بیگ مرزا
33	رمضان، قرآن اور پاکستان	ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ایوب بیگ مرزا
35	عید آزاداں یا عید محکوماں؟	حافظ عاکف سعید، ایوب بیگ مرزا
36	مذہبی پروگراموں میں میڈیا کا دین سے مذاق	ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ایوب بیگ مرزا
37	شام کا جاری بحران اور عالمی طاقتوں کے عزائم	محمد انیس الرحمٰن، ایوب بیگ مرزا
39	توہین رسالت اور یہود و نصاریٰ کا گھناؤنا کردار	ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ایوب بیگ مرزا
40	توہین رسالت پر مبنی فلم اور عوامی ردعمل	قاری یعقوب شیخ، ایوب بیگ مرزا
41	اختر مینگل کے 6 نکات اور ان کی اصل حقیقت	ایوب بیگ مرزا
42	پیوٹن کا دورہ پاکستان ملتوی کیوں ہوا؟	ایوب بیگ مرزا
43	اسلام کا فلسفۂ قربانی	اعجاز لطیف، ایوب بیگ مرزا
45	آمریت، جمہوریت، یا خلافت؟	پروفیسر غالب عطاء، ایوب بیگ مرزا
46	کراچی تباہی کے دہانے پر!	ڈاکٹر غلام مرتضیٰ، ایوب بیگ مرزا
49	کالا باغ ڈیم: وقت کی اہم ترین ضرورت	جناب ابراہیم مغل، ایوب بیگ مرزا
50	حکومت کی پانچ سالہ کارکردگی	ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، ایوب بیگ مرزا

مسلم ہیروز

اس عنوان کے تحت اسلامی تاریخ کی نامور شخصیات کی سیرت و سوانح اور کارناموں کا مختصر بیان ہوتا ہے۔ ابتداء میں اس سلسلہ کا آغاز دورِ تابعین سے کیا گیا تھا۔ عہدِ صحابہؓ کو اس میں شامل نہیں کیا گیا تھا کہ وہ امتِ مسلمہ میں جس مقام بلند فائز ہیں وہ ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ تاہم بعد میں مشورہ کے بعد جلیل اللہ صحابہ کی سیرت اور عظیم الشان کارناموں کو بھی اس سلسلہ کی زینت بنانے کا فیصلہ ہوا

18	خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	(I)	فرقان دانش
19	خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	(II)	〃
20	محمد بن قاسمؒ...... فاتح سندھ	(I)	〃
21	محمد بن قاسمؒ...... فاتح سندھ	(II)	〃
22	حضرت خالد بن ولیدؓ		〃
23	حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ		〃
24	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ		〃
25	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	(II)	〃
26	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	(III)	〃
27	حضرت عمرو بن العاصؓ		〃
28	حضرت اسامہ بن زیدؓ		〃
29	حضرت معاذ بن جبلؓ		〃
30	حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ		〃
31	حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ		〃
32	حضرت زید بن حارثہؓ		〃
33	حضرت عبداللہ بن عباسؓ		فرقان دانش
34	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ		〃
35	حضرت ابوہریرہؓ		〃
36	حضرت ابوایوب انصاریؓ		〃
37	حضرت ابوذر غفاریؓ		〃
38	حضرت سیدنا بلالؓ		〃

صفحہ	عنوان	مصنف
39	حضرت ابوطلحہؓ	فرقان دانش
40	حضرت عکرمہ بن ابی ہشامؓ	〃
41	حضرت عقبہ بن عامرؓ	〃
42	حضرت خبابؓ بن الارت	〃
43	حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ	〃
44	حضرت ابودرداء انصاریؓ	〃
45	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	〃
46	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (II)	〃
47	حضرت عبداللہ بن عمروؓ	〃
48	حضرت حذیفہ بن یمانؓ	〃
49	حضرت صہیب رُومیؓ	〃
50	حضرت سلمان فارسیؓ	〃

کالم آف دی ویک

ممتاز روزناموں سے اخذ کردہ منتخب معیاری کالموں کی فہرست جو سال کے دوران شائع ہوتے رہے۔

صفحہ	عنوان	مصنف
1	خلافت راشدہ اور اسلامی فلاحی ریاست!	ابوعمار زاہد الراشدی
2	سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے......	اوریا مقبول جان
4	آدھی جنگ	اوریا مقبول جان
5	استثنائی قلعے، اور عوام......	پروفیسر خباب احمد خان
6	قابل اعتراض کنسرٹس کے حامی اور زرداری کے پیادے	انصار عباسی
7	شہباز شریف —— اللہ کے ڈر اور میڈیا کے خوف کے درمیان	انصار عباسی
8	اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والے!	اوریا مقبول جان
9	اپنی خودی پہچان	عامرہ احسان
12	اشارہ	ملا مسکین
13	تجدید قرار دادِ پاکستان	عامرہ احسان
14	اونٹ کے گلے میں بندھی گھنٹی	عرفان صدیقی
15	تلخ فیصلوں کا وقت	یاسر محمد خان
16	اس کی پکڑ بہت سخت ہے	اوریا مقبول جان
17	قومی مفاد یا مغربی ایجنڈے؟	عامرہ احسان
18	سزا یافتہ مجرم......!	عرفان صدیقی
19	ہم کتنے ظالم ہیں!	اوریا مقبول جان
20	تین فیصلے!	اوریا مقبول جان
33	سودا ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات	محمد سلیم قریشی
38	عشق تمام مصطفی ﷺ عقل تمام بولہب	عامرہ احسان
42	سلالہ سے ملالہ تک	عامرہ احسان
47	آپریشن سپر سٹارم سینڈی	عامرہ احسان
48	ٹائی ٹینک ڈوب رہا ہے	عامرہ احسان
49	بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے!	عامرہ احسان

حالات حاضرہ

صفحہ	عنوان	مصنف
1	بلوچستان کچھ کہہ رہا ہے!	عظمت علی رحمانی
	عذابوں کو تسلسل کیوں؟	حافظ محمد افضل
	قوم کو بزدل بنانے کی سازش!	ضمیر اختر خان
2	غریبوں اور بے روزگاروں کی خیمہ بستی	امریکی تحقیقاتی ادارے کی رپورٹ
	دینی مدارس اور ہمارے حکمرانوں کا المیہ	عتیق الرحمٰن صدیقی
3	میاں صاحب، اب بھی وقت ہے!	ضمیر اختر خان
	شرم وحیا کا ٹوٹتا بند	محسن عتیق
7	عمران خان، ایمان، سیاست اور اسلامی ریاست	محمد سمیع
8	پیمپر والی فوج	انصاری عباسی
10	مشرقی پاکستان کے بعد بلوچستان کی علیحدگی کی کوششیں	محمد سمیع
	حل کیا ہے؟	اوریا مقبول جان
	ذرا سوچئے!	عبداللہ
11	شرمیں ہم شرمندہ ہیں!	توصیف احمد
14	شرم یا فخر؟	نورا کینہ قاضی
18	تعلیمی ادارے یا رقص وموسیقی کی آماجگاہ!	سید علی
22	عالمی فسادی کون؟	ضمیر اختر خان
26	غداری میں آگے کون!	محمد سمیع
27	کالاباغ ڈیم کی مخالفت: قومی سلامتی پر حملہ!	کیپٹن (ر) سید خالد سجاد
32	سال 2012ء اور دنیا کی تباہی کے مفروضے	محمد عبداللہ شارق
33	جشن آزادی یا یوم تجدید عہد؟	انجینئر عبدالغفار
35	پاکستان کے خلاف پرانی بھارتی سازش؟	محمد سمیع
37	امن کی ''نراشا''	نورا کینہ قاضی
	انہیں نہ بھلانا	ام الیاس
39	ہمیں ان رائے سازوں سے بچاؤ	محمد سمیع
	پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ	عتیق الرحمٰن صدیقی
41	جنرل اسمبلی سے اوباما کا خطاب	محبوب الحق عاجز
	پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرو	بیگم ڈاکٹر عبدالخالق
42	ملالہ حملہ، پس پردہ گیم اور میڈیا کا ملال	محبوب الحق عاجز
43	خدارا چہرہ دستاں......	محمد سمیع
44	ذرا سوچئے!	شرجیل عالم
49	سقوط ڈھاکہ اور تاریخ کا سبق!	محمد سمیع
50	مغرب کا پسندیدہ اسلام	انجینئر نوید احمد

دین ودانش

صفحہ	عنوان	مصنف
1	خلافت فرض کیوں؟	کامران وحید
2	غیرت کے نام پر قتل اور دین اسلام	میاں عامر
	برے حکمران، اللہ کی نافرمانی کا نتیجہ!	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
3	اکثریت حق کا معیار نہیں!	حافظ محمد مشتاق ربانی
4	نماز با جماعت......تاکید، اہمیت اور فضیلت	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
	دین میں جبر نہیں —— مگر کن لوگوں پر؟	محمد سمیع
8	ایمان بمقابلہ ٹیکنالوجی	شاہنواز فاروقی
	دعوت ضروری کیوں؟	حافظ محمد عاصم قاسمی
9	توحید، رسالت اور خلافت	ضمیر اختر خان
	اسلامی ریاست	حافظ عبدالحنان کیلانی
11	سفید اور سیاہ چہرے	حافظ محمد مشتاق ربانی
13	توبہ کی راہ میں حائل رکاوٹیں اور ان کا علاج	قاضی فضل حکیم
16	اتباع سنت کی اہمیت اور تقاضے	مولانا حمید حسین
	دوڑو اللہ کی طرف!	محمد سمیع
17	روح کی حقیقی غذا؟	محمد خالد حمید
18	اسلام: محنت کشوں کے حقوق کا ضامن	حافظ محمد زاہد
19	اسلام کا نظام عدل	نعیم اختر عدنان
22	حقیقت جہاد	مولانا ابوالکلام آزادؒ
	ابلیس کی بے لباس تہذیب اور اسلام	انجینئر نوید احمد

آج کی مسلمان خاتون — بنت اسرار احمد
27 بہترین اور بدترین حکمران — عتیق الرحمٰن صدیقی
28 رمضان المبارک کی آمد آمد اور ہم — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
29 روزے کی فرضیت کے سلسلے میں قرآن مجید کا دلکش اسلوب — حافظ محمد مشتاق ربانی
30 مریض کا روزہ — ڈاکٹر آصف محمو
31 دورِ صحابہؓ میں بچوں کا روزہ — فرید اللہ مروت
باز آتے ہو کہ نہیں؟ — محمد سمیع
32 روزہ ایک طبی معجزہ — محبوب الحق عاجز
عید الفطر: احکام وفضائل — حافظ محمد زاہد
اعتدال کے ثمرات — راحیل گوہر
اسلام: والدین کے حقوق کا ضامن — مولانا محمد کمال الدین مصباحی
34 ماہ شوال کی فضیلت — ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی
36 فضیلت مصالحت — سید خلیل حسین میاں
39 امانت داری — پروفیسر یونس جنجوعہ
42 فریضہ حج اور اس کی شرائط — حافظ محمد زاہد
43 سب مایا ہے؟ — مریم خان

اسوہ وسیرت

5 جو چلنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ چلنا ہے — شاہ وارث
6 کامیاب ترین انسان ﷺ — حبیب اشرف صبوحی
26 اسراء اور معراج — حافظ محمد مشتاق ربانی

یادرفتگاں

2 سمیر خان شہید کی یاد میں — مصطفیٰ الترک مترجم سید محمد افتخار احمد
15 ڈاکٹر اسرار احمدؒ عظیم محسن، عظیم راہنما — راحیل گوہر
17 ڈاکٹر اسرار احمدؒ: سچے خادم قرآن — زبیر اقبال
30 منتہی نظر آنے والا دنیا کی سرحد عبور کر گیا — محمد سمیع
31 زخمی، تم جیت گئیں! — محمد سعید اسعد مختار
47 آج وہ، کل ہماری باری ہے! — بنت اسرار

فکروطن

4 جزوی تبدیلی یا مکمل انقلاب — ضمیر اختر خان
6 اے پاک وطن! تو صاحب منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی — نعیم اختر عدنان
14 قیام پاکستان کے اصل مقصد کی طرف واپسی — محمد سمیع
15 اسلام: ملک کے مسائل کا واحد حل — مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدظلہ
29 دفاع پاکستان......مگر کیسے؟ — ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی
39 کیا خواب یوں بھی پریشان ہوتے ہیں؟ — راحیل گوہر

تنظیم وتحریک

33 امیر تنظیم اسلامی کا پیغام عید الفطر، رفقاء واحباب کے نام — عاکف سعید عفی عنہ
45 کم کوش ساتھیوں سے دردمندانہ گزارش — انجینئر حافظ نوید احمد
46 امیر تنظیم اسلامی کا پیغام......رفقائے تنظیم اسلامی کے نام — عاکف سعید عفی عنہ
سالانہ اجتماع کے مقاصد — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
''معیار زندگی'' کا فتنہ — محبوب الحق عاجز
48 اپنے احساسات کا پیغام پیاروں کے نام — اُمّ الیاس
49 امیر تنظیم اسلامی کا پیغام رفقاء کے نام — حافظ عاکف سعید

متفرق مضامین

1 سلام کی فضیلت، افادیت اور اہمیت — حافظ مفتی عبدالغفور
2 بالادست کون......مجلس شوریٰ یا عدلیہ — ضمیر اختر خان
جمہوریت ضرر رساں کیوں؟ — کامران وحید
3 ملتان میں بہاؤالدین زکریاؒ کی قائم کردہ عظیم اسلامی یونیورسٹی — سید محمد افتخار احمد
4 2012ء میں کیا ہوگا؟ — وقار احمد
اردو بنام باشعور اہل وطن — ڈاکٹر محمد شریف نظامی
5 نبی اکرم ﷺ کی مرکزی قیادت دنیوی و اُخروی کامیابی کی ضمانت — ضمیر اختر خان
6 بس، خلافت نامنظور — محمد فہیم
ہم سچے اُمتی کیونکر بن سکتے ہیں؟ — محمد نذیر یٰسین
7 نظام عدل — ضمیر اختر خان
7 تفریق بین اللہ والرسل کا فتنہ — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
8 نبی کریم ﷺ پر ہمہ پہلو ایمان — حافظ محمد مشتاق ربانی
''اُس کو ہم نے پرے کر دیا'' — ذکی خالد
12 ڈاکٹر منور انیس اور ان کی علمی خدمات — ڈاکٹر ابصار احمد
حل کیا ہے؟ — اوریا مقبول جان
منہج انقلاب نبویؐ ناگزیر ہے! — نسیم احمد کا مکتوب وجواب
13 انٹرنیٹ، فیس بک اور یوٹیوب کے حوالے سے رہنما اصول — سید احمد احسن
14 آئندہ انتخابات اور اسٹیبلشمنٹ کے عزائم — محمد نذیر یٰسین
مسلمان کھلاڑی ایسا ہوتا ہے! — ضمیر اختر خان
17 انوکھا مقدمہ — مولانا سید عدنان
20 نفس مطمئنہ — راحیل گوہر
نغمہ اللہ ہو میرے رگ وپے میں ہے — عتیق الرحمٰن صدیقی
علماء کرام سے ایک درخواست — اُمّ طوبیٰ
21 قرآن کی راہ میں پائی شہادت، عظمتوں والی ہے سعادت — انجینئر نوید احمد
علم کی شاہ کلید — محمد یوسف اصلاحی
25 پاکستان میں ضیاء الحق مرحوم کی ''اسلامائزیشن'' — سید محمد افتخار احمد
شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟ — مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
آج کی مسلمان خاتون — بنت اسرار احمد
26 اقبال اور وطنیت — تورا کینہ قاضی
27 توازن حسن زندگی ہے — راحیل گوہر
قومی زبان ترقی کا زینہ — توصیف احمد
28 دروس قرآن کا سلسلۃ الذھب از شاہ ولی اللہؒ تا ڈاکٹر اسرار احمدؒ — قاری محمد عبدالقیوم
33 قرآن سے محبت زندگی کا حاصل — مسز عالمگیر
34 جمہوریت اقبال کی نگاہ میں — ڈاکٹر حافظ خالد محمود ترمذی
اردو زبان اور کالے انگریز — اخذ وترجمہ سید محمد افتخار احمد
35 ایک ایمان افروز واقعہ — مسز عالمگیر
36 فہم قرآن اور علمائے کرام — ضمیر اختر خان
رشتوں کے لئے اعلیٰ تعلیم اور جہیز نہیں، دینداری کو معیار بنایئے! — بنت اسلام
38 جب قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے — قاری شبیر احمد عثمانی
اسلام، قرآن اور نبی آخر الزمان ﷺ کی بے حرمتی آخر کیوں؟ — ابوالحسن زاہد
امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے فضائل — حافظ محمد زاہد
عصری تعلیمی ادارے اور قرآن کی تعلیم — ضمیر اختر خان
فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا! — محمد سمیع
40 ماحول کی تاثیر اور اہمیت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
44 حرمت رسول ﷺ کے تحفظ کی ضمانت اور ہماری ذمہ داری — حافظ محمد مشتاق ربانی

	محرم الحرام: اسلامی سال کا پہلا مہینہ	حافظ محمد زاہد
45	موافقات اولیات عمر رضی اللہ عنہ	حافظ محمد زاہد
47	میں اور تو	ربیعہ ندرت
48	صفر کا مہینہ اور چند غلط تصورات	ابوعبداللہ
	رشتوں کی زنجیر ٹوٹنے نہ پائے!	راحیل گوہر
49	مشاہیر اسلام کے آخری لمحات	

انٹرویو

5	امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا ہفت روزہ ندائے ملت کو دیا گیا انٹرویو

سیمینار

11	''بلوچستان مسئلہ کی نوعیت اور حل'' زیر اہتمام حلقہ لاہور	وسیم احمد
24	''دفاعِ پاکستان مگر کیسے؟ زیر اہتمام حلقہ لاہور	وسیم احمد
27	''دفاعِ پاکستان مگر کیسے؟ زیر اہتمام حلقہ خیبر پختونخوا	فواد علی لوہانی
29	''احیائے نظام خلافت'' زیر اہتمام حلقہ لاہور	وسیم احمد

خصوصی رپورٹ

4	ساتویں عالمی کتاب میلہ میں انجمن خدام القرآن سندھ کا سٹال	سلیم الدین
10	انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام جلسۂ سیرت النبیؐ	رفیق تنظیم
17	فیصل آباد میں ذمہ داران کا خصوصی اجتماع	نور الوریٰ
23	قرآن اکیڈمی لاہور میں ایک روح پرور تقریب	ندیم سہیل

تعارف وتبصرہ

	نام کتاب	مصنف	تبصرہ نگار
14	مسلم بیداری کے سو سال	انجینئر مختار فاروقی	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
23	مذاہب عالم میں شادی بیاہ کی تعلیمات	حافظ محمد زاہد	″
39	ماہنامہ حکمت بالغہ (یاجوج ماجوج نمبر)	مدیر انجینئر مختار فاروقی	″

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

پنجاب

1	امیر تنظیم اسلامی کا حلقہ جنوبی پنجاب کا دورہ	شوکت حسین انصاری
2	سیالکوٹ میں شب بیداری پروگرام	اعجاز عنصر
	تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام	رفیق تنظیم
	امیر تنظیم اسلامی گوجرخان کے زیر اہتمام شب بیداری	عابد حسین
	تنظیم اسلامی منچن آباد کے زیر اہتمام شب بیداری	رضوان بھٹی
	تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام تربیتی پروگرام	رفیق تنظیم
4	امیر حلقہ جنوبی پنجاب کا دورۂ تونسہ، لیہ	شوکت حسین انصاری
	حلقہ فیصل آباد کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع	رفیق تنظیم
7	امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ حلقہ پوٹھوہار گوجرخان	محمد زمان
	تنظیم اسلامی ہارون آباد پنجاب کا ماہانہ تربیتی اجتماع	رانا محمد عرفان
	حلقہ پنجاب شرقی عارف والا کی دعوتی سرگرمیاں	عابد حسین
8	تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹ کے خلاف مظاہرہ	محمد یونس
9	امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ حلقہ گوجرانوالہ	حافظ محمد عاصم قاسمی
	تنظیم اسلامی کورنگ ٹاؤن کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام	آفتاب حسین جعفری
	تنظیم اسلامی گوجرانوالہ ڈویژن کا دعوتی پروگرام	محمد زمان
	تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کا احتجاجی مظاہرہ	وسیم احمد
13	حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام سہ روزہ دعوتی پروگرام	رفیق تنظیم
	تنظیم اسلامی جاتلاں کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام	غلام سلطان
15	تنظیم اسلامی جاتلاں کے زیر اہتمام خواتین کے لئے درس قرآن	رفیق تنظیم
	بہاولنگر میں حلقہ پنجاب شرقی کا سہ ماہی اجتماع	رفیق تنظیم
16	تنظیم ماڈل ٹاؤن، لاہور کے زیر اہتمام اصلاحی نشست	مرتضیٰ احمد اعوان
	سرگودھا تنظیم کا ایک روزہ تربیتی ومشاورتی اجتماع	غلام رسول
17	گوجرانوالہ تنظیم کا ماہانہ دعوتی وتربیتی اجتماع	رفیق تنظیم
	حلقہ جنوبی پنجاب کے زیر اہتمام دوروزہ دعوتی اجتماع	شوکت حسین انصاری
19	تنظیم میرپور جاتلاں کے زیر اہتمام خصوصی پروگرام	اعظم گیلانی
20	امیر تنظیم اسلامی کا دورہ سرگودھا	رفیق تنظیم
	حلقہ لاہور کے رفقاء کی امیر تنظیم سے ملاقات	شیخ نوید احمد
	حلقہ خواتین کی ناظمۂ علیا کا دورۂ سیالکوٹ	رفیقہ تنظیم
24	حلقہ پنجاب شمالی کا ایک روزہ کیمپ	عبدالرؤف
25	تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن کے زیر اہتمام تربیتی واصلاحی نشست	مرتضیٰ احمد اعوان
26	گوجرخان تنظیم کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام	زاہد بابر
	جی دارالسلام میرپور میں فہم دین پروگرام	غلام سلطان
29	حلقہ لاہور کا نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف مظاہرہ	وسیم احمد
	حلقہ پنجاب شمالی کا نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ	عبدالرؤف
	نائب ناظمہ حلقہ خواتین کا دورہ فیصل آباد	ڈاکٹر رضیہ دستگیر
	حلقہ پنجاب شمالی میں نئے رفقاء کا اجتماع	ابرار احمد
	تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام تربیتی پروگرام	مرتضیٰ احمد اعوان
30	گارڈن ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام تربیتی پروگرام	مرتضیٰ احمد اعوان
	ٹوبہ تنظیم کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام	رفیق تنظیم
	حلقہ پنجاب شرقی کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی کورس	عابد حسین
32	بہاولنگر تنظیم کے زیر اہتمام 25 روزہ فہم دین کورس	عدنان شاہد
	نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان کا دورہ راولاکوٹ (آزاد کشمیر)	اسرار احمد اعوان
37	حلقہ پوٹھوہار گوجرخان کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی پروگرام	رفیق تنظیم
40	حلقہ لاہور کا توہین رسالت پر مبنی فلم کے خلاف مظاہرہ	رفیق تنظیم
41	کوٹ ادو میں منفرد اسرہ کا قیام	شوکت حسین انصاری
42	لاہور صدر تنظیم کے زیر اہتمام امیر تنظیم اسلامی کا خصوصی خطاب	محمد طارق جاوید
	تنظیم اسلامی وسطی لاہور کے زیر اہتمام نصف روزہ پروگرام	مجیب الرحمٰن قریشی
	حلقہ پنجاب شرقی کی دعوتی سرگرمیاں	محمد ریاض
	تنظیم اسلام آباد شرقی وشمالی کی مشترکہ شب بیداری	رفیق تنظیم
43	تنظیم اسلامی جاتلاں حلقہ پوٹھوہار کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام	غلام سلطان
44	میرپور آزاد کشمیر کے زیر اہتمام توہین رسالت کے تدارک کے حوالے سے خصوصی پروگرام	اعظم گیلانی
	تنظیم اسلامی مروٹ کا ماہانہ تربیتی اجتماع	محمد اقبال
45	حلقہ لاہور کا شمالی وزیرستان میں ممکنہ آپریشن کے خلاف مظاہرہ	محمد یونس
47	امیر حلقہ جنوبی پنجاب کا دورہ تونسہ ولیہ	شوکت حسین انصاری

خیبر پختونخوا

8	حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام منعقدہ مبتدی تربیتی کورس	فواد علی لوہانی
9	حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام نقباء وامراء کا تربیتی ومشاورتی اجتماع	رفیق تنظیم اسلامی
10	انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام جلسۂ سیرت	رفیق تنظیم
11	ایبٹ آباد تنظیم کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام	طاہر محمود
15	ایبٹ آباد تنظیم کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن	رفیق تنظیم
17	حلقہ مالاکنڈ کے تحت مبتدی تربیتی کورس	احسان الودود

20	امیر تنظیم اسلامی کا سالانہ دورہ خیبر پختونخوا جنوبی	انجینئر طارق خورشید
23	نائب ناظمہ تنظیم اسلامی کا دورۂ پشاور	رفیقہ تنظیم
24	حلقہ مالاکنڈ کے تحت دعوتی سرگرمیاں	نوید احمد
25	نوشہرہ کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی اجتماع	رفیق تنظیم
26	حلقہ مالاکنڈ کے تحت تربیتی ومشاورتی اجتماع	احسان الودود
27	نوشہرہ تنظیم کے زیر اہتمام دعوتی اجتماعات	جاں نثار اختر
	تنظیم اسلامی پشاور غربی کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام	رفیق تنظیم
	منفرد اسرہ ہری پور کے تحت سلسلہ وار درس	امجد خان عباسی
	ایبٹ آباد تنظیم کے تحت ماہانہ درس قرآن	رفیق تنظیم
30	نوشہرہ تنظیم کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع	جان نثار اختر
	نوشہرہ تنظیم کے زیر اہتمام تربیتی اجتماع	جان نثار اختر
	حلقہ خیبر پختونخوا کا نیٹو سپلائی بحالی کے خلاف مظاہرہ	انجینئر طارق خورشید
32	ماموند تنظیم کی دعوتی سرگرمیاں	رفیق تنظیم
	ناظم حلقہ مالاکنڈ کا دورۂ چترال	احسان الودود
34	نوشہرہ تنظیم کے زیر اہتمام اجتماعات	جان نثار اختر
	حلقہ مالاکنڈ کے زیر اہتمام دس روزہ دعوتی مہم	احسان الودود
40	حلقہ مالاکنڈ کا گستاخانہ فلم کے خلاف مظاہرہ	شوکت اللہ شاکر
	قرآن اکیڈمی پشاور میں دورۂ ترجمہ قرآن	رفیق تنظیم
41	حلقہ مالاکنڈ کے تحت دعوتی وتربیتی پروگرام	احسان الودود
44	نوشہرہ تنظیم کے زیر اہتمام دعوتی وتربیتی پروگرام	جان نثار اختر
	پشاور: گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ	رفیق تنظیم
	نوشہرہ تنظیم کے زیر اہتمام دعوتی اجتماعات	جان نثار اختر
46	نوشہرہ تنظیم کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع	رفیق تنظیم
	نوشہرہ تنظیم کا ماہانہ تربیتی اجتماع	رفیق تنظیم
47	پشاور میں منعقدہ مبتدی تربیتی کورس کی روداد	محمد عمر خان
48	حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے ناظم کا دورہ لکی مروت......	رفیق تنظیم
	حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع	جان نثار اختر

سندھ

1	تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت غیر فعال رفقاء سے رابطہ مہم	سراج احمد خان
4	شاہ فیصل کراچی کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام	محمد یوسف صدیقی
	شاہ فیصل ملیر تنظیم کے تحت نہی عن المنکر پروگرام	سرفراز حسین خان
11	کراچی جنوبی کا تعارفی کیمپ	سراج احمد خان
12	حلقہ جات کراچی شمال وجنوبی کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ	عطاء الرحمٰن عارف
13	حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام ذمہ داران حلقہ کا سہ ماہی تربیتی اجتماع	عطاء الرحمٰن عارف
14	حلقہ جات کراچی کا قرآن کی بے حرمتی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ	عطاء الرحمٰن عارف
15	حلقہ سکھر کے زیر اہتمام خصوصی پروگرام	حافظ عزیز اللہ گبول
16	تنظیم اسلامی سکھر کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام	رفیق تنظیم
20	حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام توسیع دعوت پروگرام	آصف حبیب پراچہ
23	حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام دعوتی کیمپ	ارشد حسین
24	حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام تعارفی کیمپ	عبدالقیوم
26	حلقہ کراچی شمالی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع	وقاص مبین خان
30	کراچی شمالی وجنوبی کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ	وقاص مبین خان
31	نیٹو سپلائی کے خلاف بہادر لنگر تنظیم کا مظاہرہ	عدنان شاہد
37	کراچی تنظیم کے زیر اہتمام برما میں مسلمانوں پر تشدد کے خلاف مظاہرہ	وقاص مبین خان
	انجمن خدام القرآن سندھ کے زیر اہتمام سالانہ تقریب تقسیم اسناد	رفیق تنظیم
40	کراچی تنظیم کا توہین رسالت پر مبنی فلم کے خلاف مظاہرہ	وقاص مبین خان
	حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام	عمر بن عبدالعزیز
41	سرجانی ٹاؤن کراچی کے زیر اہتمام تحفظ ناموس رسالتؐ ریلی	نوید مزمل
	حلقہ حیدر آباد کے زیر اہتمام توہین آمیز فلم کے خلاف مظاہرہ	علی اصغر عباسی
45	کراچی تنظیم تاظیم کا وزیرستان میں ممکنہ آپریشن کے خلاف مظاہرہ	وقاص مبین خان
46	حلقہ کراچی جنوبی کا تعارفی کیمپ	محمد اشفاق
48	حلقہ کراچی شمالی کے زیر اہتمام ملتزم ومبتدی اجتماع	عطاء الرحمٰن عارف
	ناظم اعلیٰ جنوبی کا دورہ حلقہ حیدر آباد	شفیع محمد لاکھو

بلوچستان

27	حلقہ بلوچستان کوئٹہ میں سہ روزہ تربیتی کورس	ڈاکٹر محمد سلمان قیوم
31	حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام نیٹو سپلائی خلاف مظاہرہ	اقتدار احمد خان

انگریزی مضامین

1. Solution ot the root cause of our collective downfal(Zaki Khalid)
2. Social Ethics In Islam (Amin Valliani)
3. The Return of the Taliban (Dr. Muzaffar Iqbal)
4. Anatomy of an1mpasse (Dr. Muzaffar Iqbal)
5. A challenge 8 opportunity in mIddle east (Aijaz Zaka Syed)
6. Unity of the Ummah.... (Iqbal Siddiqui)
7. Consumerism:Consuming our souls (Momin Mahmood)
8. What Number God (Syed Husain Pasha)
9. Acknowledging and Thanking God (Syed Husain Pasha)
10. Burying A Living Ideal(S. Parvez Manzoor)
12. Muslims Circa 2012 (Dr. Muzaffar Iqbal)
13. Passing Through Opposites (Ahmad Haleem)
14. Contingent Reality Of Body (Abdul Rauf Wasif)
15. On Extremism (Khalid Baig)
16. After thoughts On Dr. Munawara. Anees Lecture (Sumaira Khalid)
17. Fertility Of Pakistan (Syed Rauf Muhammad Ali)
18 The Road To Paradise (Khalid baig)
19. The New Middle East (Dr. Muzaffar Iqbal)
20. Prayer Leaders (Rahimullah Yusufzai)
21. Pity the Nation (Muhammad Faheem)
22. Sir Muhammad Iqbal (TheTimes.London)
23.What is Expected Of Muslims (Syed Hussain Pasha)
26. The Quran And The West (Dr. Muzaffar Iqbal)
27. Of Justice And Judiciary (Muhammad Faheem)
29 Of Justice And Judiciary (II) (Muhammad Faheem)
30. Abusing The Constitution And Rule Of Law. (Muhammad Faheem)
32. The Graciousness Of The Fasting Of Ramadan (Muhammad Faheem)
33. A Profane Spirituality (Muhammad Faheem)
34. This System Will Not Work For Us. (Khursheed Anwar Mirza)
35. The Harmain Are US Target.(Dr.S.Ausaf Sayed Vasfi)
36. Legacy Of A Mominah (Ayesha Khawaja)
37. Our Bridges To A Brighter Future (H. A. Hassan Laidi)
38.Despair The Mercy of Allan (Nour Habib)
39. Syria on The Infernal Flames (Muhammad Faheem)
40. Warid Dosti Kay Rung (Ayesha Khawaja)
42. Brutal Act US Exit Strategy Psyops (Khalid Baig)
43. From Salala To Malala And Beyond(Muhammad Faheem)
44. Nothing Will Help (Dr. A. Q. Khan)
45 Islam And the Institution of Slavery (Muhammad Faheem)
48. UNICEF: Corrupting Children To Save Them(Contributed By Khalid Baig)

> O Messenger of Allah, what is ***haraj?***" He responded, "It is killing. It is killing."

In another related narration,

> Abdullah bin Umar reported: "We were once sitting with the Prophet a when he described the tribulations. He described them at length until he mentioned the tribulation of ***al-ahlas***. At that point, someone asked, "O Messenger of Allah! What is the tribulation of ***al-ahlas?***" The Prophet responded, "*It is chaos and mass killing.*"

[Sahih Bukhari, *Kitab al-Fitan* (The Book of Tribulations)]

دعائے صحت کی اپیل

حلقہ پوٹھوہار میرپور آزاد کشمیر کے نقیب اسرہ افتخار احمد روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوئے ہیں، دونوں بازو فریکچر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد از جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے

دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم ڈیفنس کے ناظم مالیات جناب محمد اسحاق پنہور کی والدہ خالق حقیقی سے جاملیں

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے مبتدی رفیق اور خادم دفتر حلقہ پنجاب شمالی جناب فضل ربی کے والد طویل علالت کے بعد وفات پاگئے

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفیق جناب عبدالرزاق عباسی طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جاملے

☆ ملتان کے سینئر ملتزم رفیق محمد شفیع چودھری کے والد گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے

☆ رفیق تنظیم اسلامی جوہر ٹاؤن فرقان صدیق کے والد قضائے الٰہی سے وفات پاگئے

☆ سیالکوٹ، حلقہ گوجرانوالہ کے رفیق تنظیم سید مرید امجد حسین کی اہلیہ وفات پاگئیں

☆ تنظیم سیالکوٹ کے رفیق شمس تبریز وفات پاگئے

☆ پھالیہ کے رفیق تنظیم ڈاکٹر مشتاق احمد کے والد وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیمی اطلاع

حلقہ حیدرآباد میں نظیر احمد پنہور کا بطور ناظم حلقہ تقرر

امیر حلقہ حیدرآباد کی طرف سے منفرد اسرہ کے ملتزم رفیق نظیر احمد پنہور کو ناظم حلقہ مقرر کرنے کی تجویز آئی تھی۔ امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 29 نومبر 2012ء میں مشورہ کے بعد امیر حلقہ کی سفارش کو منظور فرمایا۔

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی یتیم بیٹیوں، عمریں، 22 سال اور 20 سال، تعلیم ایم اے کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ 0333-6721640 0315-5216246

☆ ہمیں اپنے انجینئر بیٹے، عمر 28 سال، دراز قد کے لئے تعلیم یافتہ خوب سیرت وصورت، دینی رجحان کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ صرف لاہور کے رہائشی رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0321-4473217

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم عالمہ، ایف اے، خوب سیرت وصورت کے لئے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4834097

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، قد 5.6، شرعی پردے کی پابند کے لئے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4977753

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 31 سال، قد "2 .'5، تعلیم بی ایس سی، ایم اے، ڈپلوما مونٹیسری سکول، ایک سالہ قرآن فہمی کورس کے لئے 35 سال تک دینی رجحان کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف کراچی کے رہائش پذیر حضرات کے والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0345-2738870

☆ جھنگ میں رہائش پذیر رانا راجپوت فیملی کو اپنی بیوہ بیٹی، عمر 32 سال، تعلیم ایم اے (ہمراہ بیٹی عمر 8 سال) کے لئے دینی مزاج کے حامل رنڈوے/کنوارے برسرروزگار شخص کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0345-7615968

☆ لڑکا، عمر 24 سال، تعلیم بی کام فرسٹ ڈویژن، ایک سالہ قرآن فہمی کورس میں فرسٹ پوزیشن ہولڈر کے لئے دینی مزاج کی حامل شرعی پردہ کی پابند، ہم پلہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0324-2517650

☆ کراچی میں رہائش پذیر اردو اسپیکنگ مغل فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 35 سال، تعلیم ایف اے، ٹیکسٹائل ڈپلومہ ہولڈر، قد "5 .'5، خوبصورت، امور خانہ داری میں ماہر، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لئے دینی مزاج کا حامل موزوں رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0315-2034605

☆ رفیق تنظیم اسلامی، پیشہ زمینداری، عمر 40 سال، تعلیم ایل ایل بی، بی ایڈ، ایک سالہ قرآن فہمی کورس کو عقد ثانی کے لیے دینی مزاج کی حامل ایسی تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے، جو درس وتدریس اور دیگر دینی امور میں ان کی مدد کر سکے۔

برائے رابطہ: 0302-3228040

☆ بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ایم ایس سی، پردہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لئے صرف لاہور سے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4550837

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی عمر 22 سال، تعلیم B.Sc، دوسالہ تجوید وتفسیر القرآن کورس، صوم وصلوٰۃ اور ستر وحجاب کی پابند کے لیے برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے ذات، پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-8406236, 0322-4202944

Mauri Saalakhan

FROM HURRICANE SANDY TO SANDY HOOK

THE CHICKENS ARE COMING HOME TO ROOST

Corruption has appeared on the land and on the sea, on account of what men s hands have wrought [*Surah Al-Room:* 41]

Newtown is a predominantly white township with a median household income of between $90,000 and $100,000 per year. Aside from this reportedly being *the second worst mass shooting in U.S. history* --- and one that tragically claimed the lives of 20 children --- this racial and class demographic also factors significantly into the type of attention this tragedy has thus far received.

While media attention, and the looming debate on the horizon, will increasingly focus on the issue of gun control , the more important issues at the heart of this tragedy will continue to be ignored.

- **The culture of violence that permeates every strata of American society**
- The breakdown of the institution of family
- The absence of God and any sense of accountability (beyond the here and now)
- The rise of materialism and the *dehumanization* and *alienation* that comes in its wake
- The tendency for the well to-to-do (generally speaking) *to care less about those who have less*

all factor into these increasing incidences of mass shootings (i.e. **domestic terrorism** committed more often than not by young, white, Christian or Jewish males, often described after the fact as mentally ill).

There have been 15 documented mass shootings in the U.S. so far this year.

Contradictions also abound in the fact that where life and death pathologies continue to play themselves out in the inner-cities of America (among poor Black and Latino populations), the only attention they receive are what s needed in order to pass laws and policy initiatives that are geared toward the exploitation of these ongoing communal tragedies, as opposed to striving to identify strategies that might remedy them.

An even more sinister tragedy revolves around the profoundly disparate reactions (or the lack thereof) from the political establishment, whenever needless deaths of children occur *over there* as opposed to *here* in our own backyard.

President Obama has announced his intent to attend the interfaith service for the families impacted by the Connecticut tragedy. He gave a moving, and no doubt, heartfelt statement lamenting the tragic loss of life --- which included references to young children who had their whole lives ahead of them . And of those who survived, he spoke of the *innocence* which had been torn away far too early . The president also declared, *As a nation, we have endured far too many of these tragedies in the last few years.*

News flash, Mr. President: As a nation, we have *imposed* far too many of these tragedies on others (i.e., the so-called *collateral damage* that we produce in Afghanistan, Pakistan, Iraq, Somalia, Yemen, Palestine, and the list goes on) for far too long! The murdered children of these global communities, and the grieving families they leave behind, *do they not matter as well?*

Consequently, from Hurricane Sandy to Sandy Hook Elementary School, the chickens are now coming home to roost! Thomas Jefferson had it right when he noted many generations ago, ***I tremble for my country when I reflect God is Just; His justice cannot sleep forever.***

Some closing food for thought:

In prophetic Ahadith on the End of Times, the last divinely sent Messenger to all humanity, Mohammed ibn Abdullah a said the following:

Time will seem to get shorter and knowledge will diminish. Miserliness will be widespread, tribulations will rise, and ***haraj*** will abound. His companions asked,